ہو الباقی ۷۸۶ کل من علیہا فان

تذکرۂ مبارک

حیاتِ نظامی

حالاتِ زندگی و ملفوظات مبارک سلطان المشائخ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی

مؤلفہ

رکن الدین نظامی دہلوی

ابن حضرت پیر سید شمس الدین نظامی خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہی

طابع و ناشر

منیجر کتبخانہ محبوبی درگاہ معلی حضرت نظام الدین اولیاء

دہلی

دوسرا ایڈیشن (تجلی برقی پریس دہلی) قیمت ۱۰ ار

فہرستِ مضامین

نذر اور عرضِ مدعا

سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہیؒ کے در اقدس پر پڑا رہنے والا فقیر و خادم (رکن الدین) حضرت موصوف کے محبوب مرید و خلیفہ اور "پیشکار خصوصی" سلطان الشعراء حضرت امیر خسرو طوطیٔ ہندؒ کے نام نامی سے یہ کتاب (حیاتِ نظامؒ) منسوب کرتا ہے۔

اور اس ناچیز انتسابی نذر کے بعد حضرت امیر خسروؒ پیشکار خصوصی کے ذریعے بارگاہ محبوبیؒ میں کامیابی دارین اور حصولِ مقاصد کے لئے معروض ہے کہ :- - - - - - -

- - حضرت کے صدقے میں "عرضِ مدعا" کو شرفِ قبولیت حاصل ہو!

"خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری" (خسروؒ)

(۲۰ صفر ۱۳۵۶ھ صلعم)

۷۸۶

دیباچہ :- (طبع اول)

اس خدائے قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے میری امیدوں کو پورا کیا، اور مجھے توفیق دی، کہ بزرگان دین کی یادگاری خدمات سرانجام دوں!

چنانچہ اب میں عقیدت مندوں کی خدمت میں سب سے پہلے اپنے آقائے نامدار سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہٰیؒ (بانی سلسلۂ نظامیہ) کا تذکرہ مبارک (حیات نظامی) پیش کرتا ہوں۔ اس میں حضرت محبوب الہٰیؒ کے صحیح و مستند حالات زندگی اور ملفوظات مبارک درج ہیں۔ نیز زائرین کی آسانی کیلئے درگاہ معلےٰ کی عمارات کے تاریخی حالات بھی شامل ہیں امید ہے کہ اہل بصیرت مستفید ہونگے! (بتاریخ یکم رجب سنہ ۱۳۵۲ھ)

دیباچہ :- طبع دوم :- اللہ کا شکر ہے کہ یہ کتاب (حیات نظامی) بہت مقبول ہوئی اور اسکا پہلا ایڈیشن طالبان محبوب الہٰیؒ نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا! اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جاتا ہے اسمیں پہلے سے زیادہ حالات و ملفوظات ہیں!

از مسکین [illegible]
(آستانہ حضرت محبوب الہٰی، دہلی)

خادم خصوصی
ڈاکٹر [illegible] الدین نظامی

سوانحعمری حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاؒ محبوب الٰہی

قطب عالم نظام ملت و دین | کہ آفتاب کمال شد رُخ او
وز جنیدؒ و شبلیؒ و معروفؒ | یادگار الیست ذات شیخ او

شیخ ایشان اگر چنین بودند
ورنہ بودند ایں چنین شیخ او

(امیر خسروؒ)

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاؒ محبوب الٰہی دار طرف پدری و مادری ”حسینی سید“ تھے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم شریف حضرت خواجہ سید احمد بدایونیؒ تھا اور آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک حضرت سیدہ بی بی زلیخاؒ تھا۔ آپکا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

نسب نامہ پدری

حضرت خواجہ نظام الدین محمدؒ ابن حضرت سید احمد ابن حضرت سید علی بخاری ابن حضرت سید عبداللہ ابن حضرت سید حسین ابن حضرت سید علی ابن حضرت سید احمد ابن حضرت سید عبداللہ ابن حضرت سید علی اصغر ابن حضرت سید جعفر حسین ابن

حضرت امام علی ہادی نقیؒ ابن حضرت امام جواد تقیؒ ابن حضرت امام علی رضا ابن حضرت امام موسیٰ کاظم ابن حضرت امام جعفر صادق ابن حضرت امام محمد باقر ابن حضرت امام علی زین العابدینؒ ابن حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام ابن حضرت امیرالمومنین مولیٰ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ۔

حضرت محبوب الٰہیؒ کا سلسلہ مادی پانچ

سلسلہ مادری:۔ پشتوں کے بعد سلسلہ پدری سے مل جاتا ہے۔ یعنی حضرت محبوب الٰہیؒ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی زلیخاؒ بنت حضرت سید خواجہ عرب بن سید ابوالمفاخر ابن حضرت سید محمد اطہر ابن حضرت سید حسین ابن حضرت سید علیؒ (یہاں دونوں سلسلے آپس میں ملحق ہوگئے ہیں۔)

حضرت محبوب الٰہیؒ کے آباؤ اجداد کے حالات

حضرت کے اجداد بخارا کے رہنے والے۔ گنجینۂ علم و حلم اور بافیض و سعادت تھے۔ خدائے تعالیٰ نے انہیں دینی دولت و عزت کیساتھ دنیاوی دولت و حشمت سے بھی مالا مال کیا تھا۔ آپ کے دادا کا اسم شریف حضرت خواجہ علی بخاریؒ اور نانا کا اسم مبارک

حضرت خواجہ عربؒ تھا۔ دونوں بزرگوں میں قرابتِ نسبی اور بے حد اُنس و محبت تھی۔ چنانچہ آپ دونوں بزرگ بخارا سے ساتھ ہی ہندوستان میں تشریف لائے۔ پہلے لاہور میں قیام کیا اور پھر بدایوں شریف میں (جو کہ اس وقت قبلۃُ الاسلام اور علوم و فنون کا مرکز تھا) مستقل سکونت اختیار فرمائی۔

حضرت خواجہ عربؒ اور حضرت خواجہ علیؒ دونوں بزرگ بڑے عابد و متقی تھے۔ اور علاوہ دولتِ باطنی کے دولتِ ظاہری سے بھی مالامال تھے۔ خواجہ عرب کے پاس بہت سا مال و متاع اور بکثرت لونڈی غلام تھے۔ جن میں سے بعض غلام تجارت بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت علی کے پاس بھی مال و متاع کافی تھا۔ اور آپ کے ایک صاحبزادے خواجہ سیّد احمدؒ تھے۔ جو بڑے عالم فاضل اور متشرّع تھے۔ بادشاہ وقت نے آپ کی فضیلت ظاہری و باطنی کیوجہ سے آپ کو "بدایوں شریف" کا قاضی مقرر کر دیا تھا۔ آپ نے کچھ عرصے قضائت کی اسکے بعد ترکِ قضائت کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ خواجہ عرب کے ایک صاحبزادے حضرت عبداللہؒ اور ایک صاحبزادی حضرت بی بی زلیخاؒ تھیں جو بڑی عابدہ، زاہدہ اور متقی تھیں۔

حضرت محبوب الٰہی کی پیدائش اور بچپن کے حالات

بدایوں شریف میں دونوں بزرگ زادوں میں اور بھی قرابت ہو گئی تھی یعنی حضرت خواجہ عربؒ نے اپنی صاحبزادی حضرت بی بی زلیخاؒ کی شادی حضرت خواجہ علیؒ کے صاحبزادے حضرت خواجہ احمدؒ سے کر دی۔ چنانچہ ان دونوں صدف پاک یعنی حضرت خواجہ احمدؒ اور حضرت بی بی زلیخاؒ سے خداوند کریم نے گوہرِ معرفت و کرامت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاؒ محبوب الٰہی کا ظہور فرمایا۔ جن کی ذات مبارک سرچشمۂ فیض و کرامت اور آفتاب برج ہدایت تھی! بروز چہار شنبہ ۲۷ صفر ۶۳۴ھ بوقت طلوع آفتاب حضرت محبوب الٰہیؒ تولد ہوئے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا اسم مبارک "محمد" رکھا حضرت کی والدہ ماجدہ آپ کو پیار سے "نظام" بھی کہا کرتی تھیں۔ اس لئے بعد میں آپ کا نام نظام الدین اولیاؒ مشہور ہو گیا!

حضرت محبوب الٰہیؒ کے والد ماجد کی وفات

حضرت محبوب الٰہیؒ اپنے والد ماجد کے سایۂ شفقت میں

ایک عرصے تک پرورش پاتے رہے، جب آپ کی عمر شریف پانچ
سال کی ہوئی۔ تو آپ کے سر سے سایہ شفقت پدری اُٹھ
گیا اور آپ یتیم ہوگئے۔ آپ کے والد بزرگوار نے صرف دو
اولادیں چھوڑیں۔ ایک حضور سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ اور
دوسری حضرت بی بی زینب عرف بی بی جنتؒ، حضرت کے
والد کے انتقال کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی
زلیخاؒ اور آپ دونوں بھائی بہن کو سخت افلاس کا سامنا کرنا
پڑا۔ حضرت کی والدہ ماجدہ اپنے دست مبارک سے سوت کات
کر اپنا اور اپنے بچوں کا گزارا کرتی تھیں۔ اس کے سوا کوئی
ذریعہ معاش نہیں تھا۔ مفلسی اور تنگدستی کے باعث اکثر فاقہ
کشی کرنی پڑتی تھی۔ لیکن حضرت کو فاقہ کشی سے مطلق رنج نہیں
ہوتا تھا۔ اور آپ نہایت خندہ پیشانی سے سب تکلیفیں برداشت
کر لیتے تھے۔ جس روز حضرت کے ہاں فاقہ ہوتا اور کچھ میسر نہ
آتا تو حضور کی والدہ فرمایا کرتی تھیں ــــ "پیارے نظام
آج ہم اللہ میاں کے مہمان ہیں"! یہ سنکر آپ بہت خوش
ہوتے اور وجد میں آجاتے تھے۔ یہانتک کہ سارا دن فاقہ
کا ہنسی خوشی میں گذر جاتا تھا۔ اور آپ اس دن کے پھر منتظر

رہتے تھے کہ وہ دن کب آئیگا کہ ہم خدا کے مہمان ہونگے۔

تعلیم اور تربیت

حضرت کی والدہ ماجدہ نے آپ کو اوائل عمر ہی میں مکتب (مدرسہ) میں بٹھا دیا تھا۔ آپ نے حضرت مولانا شادیؒ سے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ مولانا شادی بڑے بافیض و باکرامت بزرگ تھے۔ آپ نے ایک سیپارہ اُن سے پڑھا اور پھر بقایا بہت جلد ہی ختم کر لیا۔ آپ بڑے ذہین و سنجیدہ مزاج، حلیم الطبع اور خدا ترس تھے۔ حضرت دوسرے بچوں کی طرح لڑائی جھگڑا اور شرارت نہیں کرتے تھے، بہت کم سخن، راست گو اور عقلمند تھے۔ بچپن ہی میں آپ کے بزرگانہ اوصاف و خصائل پر لوگ حیرت کرتے تھے اور آپ سے نہایت عزت و توقیر سے پیش آتے تھے۔ اگرچہ آپ کے ہاں بے حد غربت اور تنگ دستی تھی مگر آپ نے کبھی اچھے لباس اور اچھے کھانوں کی حرص نہیں کی۔ آپ بچپن ہی سے بے حد صابر و قانع اور سیر چشم تھے۔ آپ کے علمی ذوق و شوق کا یہ حال تھا کہ آپ اپنے ہم سبقوں میں سب سے زیادہ محنت کرتے تھے اور تعلیم

میں سب سے سبقت لیجاتے تھے۔ آپ بہت ہر دلعزیز تھے اور آپ میں رحم و ایثار کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ آپ کے بچپن کا یہ واقعہ بہت مشہور اور ایثار و ہمدردی سے لبریز ہے۔ کہ حضرت کے پاس اپنے والد ماجد کا ایک فرغل تھا جو آپ کی میراث پدری تھا اور آپ اُسے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ فرغل جگہ جگہ سے شکستہ ہوگیا تھا۔ مگر آپ افلاس و غربت کے باعث اسی ایک فرغل میں سردیوں کا موسم گزارتے تھے۔ ایک روز آپ عدالت میں گئے تو وہاں آپ نے دیکھا کہ بغاوت کے جرم میں چند ہندو پکڑے ہوئے آئے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ان کے بچے اور عورتیں بھی ہیں۔ عدالت میں ان کا مقدمہ ہو رہا تھا۔ کہ آپ کی نظر اُن مجرموں کے بچوں پر پڑی۔ یہ دیکھکر آپ بے قرار ہوگئے کہ وہ سردی کے مارے کانپ رہے تھے۔ اور ان کے پاس اوڑھنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ اُن میں سے ایک بچہ تو بالکل ٹھٹھرا ہوا بیٹھا تھا یہ حالت دیکھکر آپ بے قرار ہوگئے۔ اور آپ نے اپنا فرغل اتار کر اس بچے کو اڑھا دیا۔ اور پھر اپنے گھر چلے آئے آپ کی والدہ ماجدہ نے پوچھا کہ نظام! فرغل کہاں ہے؟ آپ نے

فرمایا کہ خدا کے ایک بندے کو دے آیا ہوں۔ آپ کی والدہ
یہ سنکر بہت خوش ہوئیں۔ لیکن ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے
کیونکہ حضرت کے پاس وہی ایک فرغل تھا۔ جس کو آپ رات
کے وقت کمبل یا لحاف کی بجائے اوڑھکر سوتے تھے۔ چنانچہ
رات کو فرغل نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو سخت سردی لگی۔
آخر پچھلی رات کو آپ اپنی ہمشیرہ کے پھٹے ہوئے کمبل میں سوئے
رات بھر سردی کی وجہ سے سخت تکلیف میں رہے صبح کو یہ
حال حضرت کے والد کے ایک دوست نے سنا تو ان کو بہت
رنج ہوا۔ اور انہوں نے حضرت کو ایک نیا فرغل بنوا دیا۔
جس سے سردی کی تکلیف دور ہو گئی۔

بیعت کے حالات

جب حضرت محبوب الٰہی کی عمر شریف بارہ ۱۲ برس کی ہوئی
اور آپ سن بلوغ کو پہنچے۔ تو آپ نے کمال زہد و تقویٰ کے
ساتھ علوم ظاہری حاصل کیا۔ آپ کے استاد حضرت مولانا
علاؤ الدین اصولی رح تھے۔ جو اپنے زمانہ کے بڑے عالم فاضل
اور ولی کامل بزرگ تھے۔ آپ نے انہیں کی خدمت

میں علوم دینی کی تکمیل کی اور دستارِ فضیلت سے مشرف ہوئے۔
انہی دنوں میں حضرت کے استاد کے پاس ایک شخص ابوبکر قوال
نامی حاضر ہوا۔ اور اپنا احوال عرض کیا۔ باتوں باتوں میں اُس
نے کہا کہ میں شہرِ ملتان سے آیا ہوں۔ میں نے اپنا گانا حضرت شیخ
بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ کو سنایا تھا۔ وہ بھی اپنے زمانہ کے بڑے
بافیض اور ولی کامل بزرگ ہیں۔ اُن کے ہاں ذکر و شغل کا اسقدر
چرچا ہے کہ لونڈیاں کام کاج کرتے وقت بھی یادِ الٰہی سے غافل نہیں
رہتیں۔ غرض اس نے حضرت ذکریا ملتانیؒ کی بڑی تعریف اور
توصیف کی۔ مگر آپ کے دل پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ اس کے
بعد دورانِ گفتگو میں حضرت بابا فرید گنجشکرؒ کا بھی ذکر آیا۔ قوال
نے عرض کیا۔ کہ میں پاک پٹن شریف میں حاضر ہوا تھا۔ اور حضرت
باباصاحب سے شرفِ قدمبوسی حاصل کیا تھا۔ وہ بڑے کامل درویش
ہیں۔ ان کی ذات بابرکت اس وقت سرچشمۂ فیض و کرامت ہے
جو جاتا ہے محروم واپس نہیں آتا۔ میں نے تمام عمر ایسے برگذیدہ بزرگ
نہیں دیکھے۔ تمام عالم ان کی ولایت سے مسخر ہے اور وہ ایسے ماہِ کامل
ہیں کہ تمام عالم کو اپنے نورِ معرفت سے منور کر دیا ہے۔"
یہ سنکر حضرت محبوب الٰہیؒ بیتاب ہو گئے۔ اور حضرت باباصاحبؒ

کے عشق میں ایسے مستغرق ہوئے، کہ ہردم آپ کی زبان پر بابا صاحب کا نام، آنکھوں میں تصور، اور دل میں اُن کی یاد رہنے لگی!

دہلی میں تشریف لانا

بدایوں شریف میں تعلیم اور دستارِ فضیلت حاصل کرنے کے بعد حضرت محبوب الٰہیؒ اپنے ایک دوست کے ہمراہ دہلی مرتبہ) دہلی میں تشریف لائے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف صرف سولہ برس کی تھی۔ آپ نے حضرتِ باباصاحب کے بھائی حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے پڑوس میں قیام فرمایا۔ اور بڑے بڑے علماء و فضلاء کی خدمت میں تعلیم و تلقین اور فیض صحبت حاصل کیا۔ تھوڑے عرصہ میں آپ شہرۂ آفاق عالم فاضل ہو گئے۔ اور آپ نے وہ وہ دقیق مسائل حل کئے کہ جن کو بڑے بڑے عالم بھی حل نہیں کر سکتے۔ دہلی میں آپ کا مشغلہ تعلیم و تلقین اور درس و تدریس تھا۔ کچھ عرصے آپ اسی میں مشغول رہے۔ آخر ایک روز آپ پر حضرت باباصاحب کی محبت کا ایسا غلبہ طاری ہوا۔ کہ آپ تعلیم و تلقین چھوڑ کر پاک پٹن (اجودھن شریف) روانہ ہوئے۔ اور حضرت باباصاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ باباصاحبؒ نے آپ کو دیکھتے ہی یہ بیت پڑھی۔ ؎

"اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ"

اور بڑی شفقت و عنایت سے پیش آئے۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے حضرت بابا صاحب کے دست مبارک پر بیعت حاصل کی۔ اور آپ کی خدمت میں چند روز رہکر فیض صحبت سے مشرف ہوئے۔ بابا صاحب نے آپ کو علوم ظاہری و باطنی سے اور نعمت ولایت سے سرفراز فرماکر رخصت کیا۔ رخصت کے وقت حضرت نے اپنے پیر و مرشد سے دریافت کیا۔ کہ اب میں مزید تعلیم حاصل کروں، یا ترک تعلیم کرکے مجاہدہ میں مشغول ہو جاؤں؟"

بابا صاحبؒ نے فرمایا۔ "علم بھی حاصل کرو۔ اور ریاضت مجاہدہ بھی ترک نہ کرو۔ درویش کو علم و عمل دونوں کی ضرورت!"

حضرت محبوبِ الٰہیؒ کی دہلی میں سکونت

بیعت کے بعد حضرت محبوبؒ الٰہی بدایوں تشریف لے گئے۔ اور پھر اپنی والدہ ماجدہ اور ہمشیرہ کو ساتھ لے کر دہلی تشریف

لائے۔ (آپ کی تشریف آوری سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانے میں ہوئی۔) دہلی میں آپ نے سرائے نمک میں قیام فرمایا۔ پھر ایک عرصے کے بعد حضرت امیر خسرو کے ذریعے قلعہ شاہی کے قریب ایک کشادہ مکان میں ٹھیرے۔ جو حضرت امیر خسرو کے نانا راوت عرض کی ملکیت تھا۔ اس وقت حضرت محبوب الٰہیؒ کے ساتھ کوئی خدمتگار نہیں تھا۔ صرف آپ کے پیر بھائی حضرت سید محمد کرمانیؒ اور خواجہ مبشرؒ آپ کی خدمت کیا کرتے کچھ عرصے کے بعد یہ مکان بھی تبدیل ہوا۔ اور حضرت ایک سرائے میں مقیم ہوگئے۔ جب حضرت کے مریدوں اور معتقدوں کو یہ خبر ہوئی۔ تو وہ آپ کو نہایت ادب واحترام کے ساتھ شمس الدین آبدار کے مکان میں لے آئے۔ کئی سال تک آپ اسی مکان میں مقیم رہے، اسی جگہ آپ کے پیر بھائی اور احباب "اجودھن" سے آکر رہنے لگے۔

انہی دنوں حضرت محبوب الٰہیؒ نے مولانا کمال الدینؒ سے سند فضیلت حاصل کی مولانا کمال الدین بڑے فاضل اجل اور صاحب کمال بزرگ تھے۔ آپ کو جاہ ومراتب سے نفرت تھی اور دنیا سے بالکل بے پرواہ تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ

سُلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ نے آپ کو اپنا پیش امام بنانا چاہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "کہ میرے پاس سوائے نماز کے دوسری چیز نہیں ہے۔ اور اب تو یہ بھی چھین لینی چاہتا ہے"۔ غرض آپ نے کسی طرح امامت قبول نہیں کی، سند فضیلت لینے کے بعد حضرت محبوب الٰہیؒ نے اپنے پیر و مرشد کے بھائی حضرت خواجہ شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے پڑوس میں قیام فرمایا۔ اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

حضرت کی والدہ ماجدہ کی رحلت

جب حضرت محبوب الٰہیؒ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے پڑوس میں مقیم ہوئے۔ تو انہی دنوں حضرت کی والدہ ماجدہ بی بی زلیخاؒ علیل ہوئیں۔ اور ان کا وقت آخر قریب ہوا حضرت کو اپنی والدہ ماجدہ سے بے حد محبت و الفت تھی۔ آپ نے بچشم پر نم اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا۔ آپ مجھے کس پر چھوڑے جاتی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ "پیارے نظام! میں تمہیں خدا کے سپرد کرتی ہوں"۔ یہ سنکر آپ بہت خوش ہوئے اور عرض کیا۔ "کہ اگر آپ میرے لئے زر و جواہر کے خزانے بھی

چھوڑ جاتیں، تب بھی مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی، اس کے بعد آپکی والدہ ماجدہ نے عالم فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ کی وفات ۲۴ جمادی الاول ۶۵۳ھ میں ہے اور مزار مبارک قطب صاحب (قصبہ مہرولی) کے نزدیک موضع "ادھ چینی" میں واقع ہے۔

حضرت محبوب الٰہیؒ کے ریاضت و مجاہدے اور اپنے پیر و مرشد حضرت باباصاحبؒ سے سندِ خلافت کا حاصل کرنا

حضرت محبوب الٰہیؒ عین عالم شباب میں حضرت باباصاحبؒ کے مرید ہوئے تھے۔ بیعت کے بعد آپ نے سخت عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کیے۔ اور ترک دنیا کرکے سلوک و معرفت کے اعلیٰ مراتب پر پہنچے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت باباصاحبؒ بھی آپ پر بے حد شفقت و عنایت فرماتے تھے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ سے روایت ہے کہ میں اپنے پیر و مرشد کی خدمتِ اقدس میں تین مرتبہ انکی زندگی مبارک میں حاضر ہوا ہوں۔ اور بعد وفات سات مرتبہ مزار مبارک پر حاضر ہوکر فیوض و برکات حاصل کیے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں:۔ کہ ایک روز میں حضرت

شیوخ العالم بابا صاحبؒ کے ساتھ کشتی میں سوار تھا۔ اور دوسرے اخوان طریقت بھی ہمراہ تھے۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ میں حضرت باباصاحبؒ کی مگس رانی (پنکھا جھلنے) میں مشغول تھا۔ اور دوسرے احباب قیلولہ کر رہے تھے۔ کہ حضرت بابا صاحب نے فرمایا "یاران و اخوان کہاں ہیں"۔ میں نے عرض کیا حضور وہ قیلولہ کر رہے ہیں۔ یہ سنکر فرمایا اچھا تم آؤ۔ میں تم سے کچھ کہونگا۔ پھر فرمایا "جب تم دہلی پہنچو تو مجاہدہ اختیار کرنا۔ بیکار رہنا کچھ بات نہیں ہے۔ روزہ رکھنا آدھا راستہ ہے اور باقی سب اعمال مثل حج وغیرہ کے آدھا راستہ ہیں"۔ اس کے بعد حضرت مولانا بدرالدین اسحاقؒ نے (جو بابا صاحب کے داماد و خلیفہ خاص تھے)، فرمایا کہ یہ سفر بابا صاحبؒ نے خاص تمہارے واسطے کیا تھا۔ کیونکہ تم نے اس سفر میں بابا صاحب سے بہت سی نعمتیں حاصل کی ہیں"۔ حضرت محبوب پاکؒ فرماتے ہیں "کہ مجھے حضرت شیوخ العالمؒ کے فرمان سے اسقدر شوق ذوق ہوا کہ میں حضرت سے یہ بھی دریافت نہ کرسکا کہ کون سا مجاہدہ اختیار کروں۔ آخر میں نے اخوان طریقت سے مشورہ کیا۔ اور انکے مشورہ کے موافق مجاہدہ "صوم الدہر" (ہمیشہ روزہ رکھنا) اختیار کیا، مگر چونکہ حضرت بابا صاحبؒ نے صاف طور سے حکم نہیں

دیا تھا۔ اس لئے کبھی کبھی اس میں خلل پڑ جاتا ہے۔

روایت ہے :۔ کہ ایک مرتبہ حضرت محبوب الہیؒ اپنے پیر و مرشد باباصاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور حضرت باباصاحبؒ اپنے مریدان و خلفاء کو تلقین فرما رہے تھے۔ اس وقت باباصاحب کی نظر آپ پر پڑی تو دیکھا کہ آپ ایک پرانا شکستہ پائجامہ پہنے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھکر حضرت باباصاحبؒ نے اپنا ایک پائجامہ ازراہ شفقت آپ کو عنایت فرمایا۔ اور پہننے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت محبوب الہیؒ نے ازراہِ ادب وہ پائجامہ پہلے اپنے سر پر رکھا۔ اور پھر اپنے پائجامہ کے اوپر پہنا چاہا۔ اتفاق سے اس پائجامہ کا ازاربند ایک طرف سے جلدی میں نکل گیا۔ باباصاحب نے فرمایا۔ "محکم باندھ!" اس کے بعد حضرت محبوب الہیؒ نے پائجامہ باندھ لیا۔ اور اپنے دل میں خیال کیا" کہ محکم باندھنے میں" ترک و تجرید اختیار کرنے کا حکم پوشیدہ ہے"۔ چنانچہ حضرت نے مجاہدہ ترک و تجرید اختیار کیا۔ اور تمام عمر شادی نہیں فرمائی

"سیر الاولیاء شریف" میں لکھا ہے :۔ کہ جب حضرت محبوب الہیؒ اجودھن شریف میں حضرت باباصاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ تو آپ کے کپڑے بے حد شکستہ اور میلے ہو گئے تھے۔

غربت کی وجہ سے آپ کو صابن بھی میسر نہ تھا۔ کہ کپڑے دھو لیتے، چنانچہ اسی حالت میں آپ کے ایک ہم سبق آپ سے ملے اور آپ کو خراب و خستہ کپڑے پہنے دیکھکر کہنے لگے۔ "مولانا آپ کا یہ کیا حال ہو گیا۔ اگر اتنے دنوں آپ دہلی میں تعلیم و تعلم کرتے تو مجتہد زمانہ ہو جاتے اور مال و متاع بے حساب جمع ہو جاتا۔" یہ سنکر حضرت نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا اور معذرت کر کے اپنے پیر و مرشد بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بابا صاحب نے سارا حال اپنے کشف سے معلوم کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرت کو دیکھتے ہی فرمایا۔ "کہ مولانا نظام الدین اگر تمہارے دوستوں میں سے کوئی تمہیں اس حال میں دیکھکر پوچھے کہ یہ تمہارا کیا حال ہو گیا ہے۔ تو تم اسے کیا جواب دو گے؟" حضرت نے عرض کیا "جو مخدوم کا ارشاد ہو"!

بابا صاحب نے فرمایا یہ جواب دینا:۔ ؎

"نہ ہمرہی تو مرا راہِ خویش گیر و برو
ترا سعادتِ بادا مرا نگونساری"

اس کے بعد بابا صاحب نے فرمایا۔ کہ باورچیخانہ سے ایک خوان کھانے کا بھر کر اپنے دوست کے پاس خود لیجاؤ

اور یہ شعر سنا دو!" اس کے بعد حضرت محبوب الٰہیؒ حسب الحکم باورچی خانے سے ایک خوان کھانے کا بھر کر اپنے دوست کے پاس جو ایک سرائے میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ خود اپنے سر پر اٹھا کر لے گئے۔ انہوں نے حضرت کو دیکھتے ہی پوچھا۔ مولانا یہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے شیخ نے تمہارے واسطے یہ طعام مرحمت فرمایا ہے اور تمہارے سوال کا حال اپنے کشف سے معلوم کرکے اس کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا ہے

"نہ ہمرہی تو مرا راہِ خویش گیر و برو
ترا سعادتِ بادا مرا نگونساری"

یہ سنکر وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور کہا الحمد للہ! آپ کو ایسے بزرگ شیخ ملے ہیں۔ یہ صحبت آپ کو مبارک ہو!" چنانچہ انہوں نے پہلے کھانا کھایا اور حضرت کے ساتھ بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلے شرف قدمبوسی حاصل کیا اور پھر بابا صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں:۔ کہ جب میں پہلی مرتبہ اجودھن شریف میں حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت

میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے ایک دُعا ارشاد فرمائی اور حکم دیا کہ مولانا نظام الدین تم اسے یاد کرلو۔ میں ان دنوں "استغراق" میں تھا۔ باباصاحبؒ نے فرمایا کہ تم اس دعا کو یاد کرکے اس کا ورد کرو۔ پھر میں تمہیں اپنا خلیفہ بناؤنگا۔ چنانچہ میں نے دہلی میں آکر حسب فرمان اس دعا کا ورد کیا۔ اور جب تیسری مرتبہ حضرت شیوخ العالم باباصاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو ایک روز آپ نے دریافت فرمایا کہ مولانا نظام الدینؒ! "میں نے جو تم سے کہا تھا وہ تمہیں یاد ہے"۔ میں نے عرض کیا حضور ہاں یاد ہے۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا اچھا کاغذ لاؤ میں تم کو اجازت نامہ لکھدوں۔ پھر کاغذ آیا اور اجازت نامہ دسند خلافت) لکھا گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ یہ اجازت نامہ ہانسی میں مولانا قطبؒ جمال ہانسویؒ کو اور دہلی میں قاضی منتخبؒ چشتیؒ کو دکھا لینا میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت نے شیخ نجیب الدین متوکلؒ کا نام نہیں لیا کہ انکو بھی دکھالینا۔ مگر میں خاموش رہا کہ اس میں ضرور کوئی راز ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب میں اجودھن سے دہلی آیا تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کا ۷ رمضان ۶۷۱ھ کو انتقال ہو گیا تھا۔ اور باباصاحب نے

مجھے ۱۳ ار رمضان سنہ ۶۶۴ھ کو سند خلافت عنایت کی تھی۔
اس لئے شیخ صاحب کے متعلق کچھ نہیں فرمایا تھا۔

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ جب مجھے خلافت عطا ہوئی
تو حضرت بابا صاحب نے اپنی زبان مبارک سے یہ دعا دی:۔
کہ اَسعدکَ اللہُ تعالیٰ فِی الدّارینِ وَرزقکَ عِلماً نافعاً وعملاً
مقبولاً۔ یعنی خدا تجھے دونوں جہاں میں نیکبخت کرے۔ اور علم
نافع ومقبول عطا کرے) اس کے بعد فرمایا کہ مجاہدہ میں بہت
کوشش کرنا حضرت محبوبؒ پاک فرماتے ہیں کہ حصولِ خلافت
واجازت کے بعد میں نے اپنا سر حضرت شیوخ العالم کے قدم
مبارک میں رکھدیا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ کہ اے جہانگیر عالم!
سر اٹھاؤ! جب میں نے سر اٹھایا تو آپ نے حاضرین خانقاہ
درویشوں اور مشائخوں کے سامنے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکیؒ (بابا صاحب کے پیر ومرشد) کی دستار مبارک جو اس
وقت آپ کے سر مبارک پر تھی۔ میرے سر پر رکھی اور اپنے
دست مبارک سے مجھے خرقۂ خاص پہنایا۔ پھر اپنی نعلیں اور
عصائے مبارک عنایت کیا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ شکرانہ کا
دوگانہ ادا کرو، میں نے حسب فرمان دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی

بابا صاحب بھی قبلہ رُخ بیٹھ گئے۔ اور دعا کی:۔
کہ یا الہٰی! میں اس بیچارہ کو تیرے سپرد کرتا ہوں" پھر فرمایا:
اے نظام جاؤ ملک ہند لیلو، میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا!" اس
کے بعد حضرت نے خلافت نامہ مولانا بدرالدین اسحاقؒ سے جو انہوں
نے لکھا تھا۔ اپنے دست مبارک میں لیکر مجھے عنایت کیا۔ اور
فرمایا کہ میں یہ سب چیزیں اس وقت تمہیں اس لئے دیتا ہوں
کہ تم میری وفات کے وقت موجود نہیں ہوگے۔ میں بھی اپنے
شیخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی وفات کے وقت
دہلی میں موجود نہیں تھا۔ ہانسی میں چلہ کشی میں مصروف تھا۔ اسی
طرح میرے شیخ خواجہ قطب صاحبؒ بھی اپنے شیخ حضرت خواجہ
بزرگ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی وفات کے وقت اجمیر میں حاضر
نہیں تھے۔ دہلی میں تشریف رکھتے تھے۔

اس کے بعد فرمایا کہ آج حضرت سرور کائنات رسولِ
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس (فاتحہ سالانہ) ہے اس
لئے ٹھہر جاؤ اور کل جانا۔ آج تم ہمارے مہمان ہو۔ اتفاق سے
اس روز خانقاہ شریف میں کچھ "فتوح" نہیں آئی۔ کہ جس سے
باورچیخانہ کا خرچ پورا ہوتا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ بندہ کو جو حضور

نے ایک غیاثی (سکہ غیاث الدین بلبن بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ) مرحمت فرمائی ہے۔ اگر حکم عالی ہو تو اس سے کچھ کھانا تیار کیا جائے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "خدا تم پر رحمت کرے۔ اور تمام لوازم دنیا نصیب فرمائے۔" میں حضرت کے اس فرمان کو سنکر لرز گیا۔ اور دل میں خیال کیا کہ افسوس! بہت سے بزرگان "دنیا کی وجہ سے فتنہ میں پھنس گئے۔ تو پھر مجھ بیچارہ کا کیا حال ہوگا" حضرت شیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ میرے اس خطرۂ قلبی سے بذریعہ کشف آگاہ ہو کر فرمانے لگے "بابا نظام! تم خاطر جمع رکھو۔ اسباب دنیا سے تم کو کچھ آسیب نہ پہنچے گا" حضرت کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنکر مجھکو خوشی حاصل ہوئی۔ اور اطمینان ہو گیا۔ اور میں نے جان لیا۔ کہ میرا انجام بخیر ہوگا"!

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں "خلافت نامہ" لیکر اجودھن سے روانہ ہوا اور بابا صاحب سے رخصت چاہی تو حضرت نے ارشاد فرمایا۔ "مولانا نظام الدین! میں نے تم کو بحکم الٰہی ہندوستان کی ولایت بخشی۔ اور اس ملک کو تمہاری پناہ میں چھوڑا۔ اور تمہیں اپنا صاحب سجادہ" کیا! اس کے بعد میں نے حضرت شیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ باباصاحب کی قدمبوسی کی اور اجودھن

سے ہانسی آیا۔ وہاں میں نے اپنے پیرو مرشد کے فرمان کے موافق حضرت مولانا قطب جمال ہانسویؒ کو وہ خلافت نامہ دکھایا۔ خلافت نامہ دیکھکر وہ بہت خوش ہوئے۔ اور بڑی محبت سے پیش آئے۔ پھر انہوں نے "خلافت نامہ" پر یہ بیت لکھدی:-

"ہزاران درود و ہزاران سپاس ۞ کہ گوہر سپردند بگوہر شناس"

حضرت محبوب الٰہیؒ کی غیاث پور میں سکونت

پہلے حضرت محبوب الٰہیؒ شہر دہلی میں مقیم تھے۔ مگر شہر میں لوگوں کے ہجوم اور شور و غل کی وجہ سے آپ کی عبادت اور ریاضت میں خلل پڑتا تھا۔ اس لئے آپ نے جنگل میں عبادت و ریاضت کرنی شروع کی۔ آپ کا معمول تھا۔ کہ حوض تغلق کے کنارے تشریف لیجاتے اور تلاوت کلام الٰہی فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک روز آپ اُسی جگہ تلاوت میں مشغول تھے۔ کہ ایک گدڑی پوش درویش آیا۔ اور حضرت کی زبان مبارک سے کلام الٰہی سنکر اُسے حال آگیا۔ پھر اس نے حضرت سے پوچھا کہ تم شہر میں رہتے ہو؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں میں شہر ہی میں رہتا ہوں۔ یہ سنکر درویش نے کہا کہ اگر تم عبادت کی حلاوت چاہتے

ہو تو جنگل میں رہا کرو۔ شہر فقیر کے لیے جائے سکونت نہیں ہے!
درویش کے چلے جانے کے بعد حضرت نے تجدید وضو کرکے دوگانہ
خداوندی ادا کیا اور دعا کی :۔
کہ یا الٰہی! میرے لئے کوئی مناسب جائے رہائش تجویز
فرما دے! تا کہ میں وہاں مقیم ہو جاؤں!" ہاتفِ غیبی نے ندا دی
کہ "تیری جگہ غیاث پور ہے۔ وہاں رہ!"
چنانچہ حضرت محبوبِ الٰہیؒ نے ہدایت غیبی کے موافق غیاث پور میں
سکونت اختیار کرلی آپ کے ہمراہی احباب اور خدام بھی وہاں آگئے
اور آپ ایک (چھپر) خس پوش مکان میں ٹھیرے۔ ان دنوں
غیاث پور ایک بہت چھوٹا سا گاؤں تھا۔ حضرت وہاں اطمینان
سے عبادت و ریاضت کرنے لگے۔ غیاث پور میں آنے کے بعد
لوگوں کے دلوں میں حضرت محبوب الٰہی کا اعتقاد اور زیادہ ہو گیا
ہزاروں آدمی روزانہ آپ کی زیارت کے لیے آتے تھے اور
آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوتے تھے۔
انہی دنوں میں دریائے جمنا کے کنارے معز الدین کیقباد
بادشاہ نے اپنا شہر بسایا اور جامع مسجد کی بنیاد ڈالی، چنانچہ
شہر کے نزدیک ہو جانے کیوجہ سے تمام امراء و شہزادے اور

دربار ی حاضرِ خدمت ہونے لگے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ
سے حضرت کو پھر اندیشہ ہوا۔ کہ یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے
کیونکہ مخلوق کی آمد ورفت کی وجہ سے عبادت وریاضت اور
مشغولی میں فرق آتا ہے۔ حضرت اِسی خیال میں تھے کہ اسی روز
ظہر کی نماز کے بعد ایک نوجوان درویش آیا۔ جو بہت دُبلا اور
خوبصورت تھا اور اس کے چہرے سے آثار کمال ظاہر تھے۔ اِس
اجنبی مرد نے حضرت سے کہا۔" اول تو مشہور نہ ہونا چاہیئے۔ اور
اگر مشہور ہو گیا۔ تو ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پشیمانی نہ ہو۔ یہ کیا حوصلہ ہے۔ کہ
خلق سے جدا ہو کر حق سے مشغول ہوں! حوصلہ یہ ہے۔ کہ
خلق میں رہکر حق سے مشغول ہوں! پھر یہ بیت پڑھی۔

"آن روز کہ مہ شدی نمیدانستی ۔۔۔ کہ انگشتِ نمائی عالمے خواہد شد
امروز کہ زلفت دل خلقِ ببرد ۔۔۔ در گوشہ نشستنت نمیدارد سود"

جب حضرت نے یہ بات سنی تو پھر اسی جگہ رہنے کی مستقل نیّت
کرلی۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہیؒ اُس درویش کے لئے کھانا
لائے۔ لیکن اُس نے کھانا نہیں کھایا۔ صرف تھوڑا سا پانی پی
لیا۔ اور اسی وقت غائب ہو گیا۔ پھر حضرت محبوب الٰہیؒ نے

اُسے کبھی نہیں دیکھا۔ واللہ عالم وہ مردانِ غیب تھا یا کوئی اور تھا۔ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں "کہ حضرت محبوب الٰہیؒ پھر اسی جگہ تازیست مقیم رہے۔ خاص و عام نے بے حد رجوع کی اور ایک عالم حضور کے فیض و برکت سے مشرف ہوا۔"

حضرت بابا فریدالدین گنجشکرؒ کی وفات

حضرت محبوب الٰہیؒ غیاث پور ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ اور عبادت و ریاضت میں مشغول تھے۔ کہ آپ کو حضرت بابا صاحب کی بیماری کی خبر پہنچی۔ آپ نے فوراً حضرت سید کرمانی صاحبؒ کو جو آپ کے پیر بھائی تھے اور آپ کے ہی پاس غیاث پور میں مقیم تھے۔ بابا صاحبؒ کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ اور سلام و نیاز و شوق قدمبوسی عرض کیا۔

جب سید کرمانی صاحبؒ اجودھن پہنچے۔ تو بابا صاحبؒ سخت علیل تھے اور آپ کے پلنگ کے چاروں طرف یارانِ مریدان اور علماء و مشائخ بیٹھے ہوئے تھے۔ مشورہ ہو رہا تھا کہ کسے جانشین بنایا جائے۔ "سید کرمانی صاحبؒ نے بابا

صاحبؒ کی قدمبوسی کی۔ اور مؤدّب کھڑے ہوگئے۔ باباصاحبؒ بھی اُٹھ بیٹھے اور فرمایا" سیّد کیسے ہو! یہاں کب آئے" سیّد کرمانی صاحبؒ نے عرض کیا حضور اچھا ہوں اور ابھی آیا ہوں۔ پھر آپ نے دہلی کے تمام درویش اور مشائخوں کے آداب و سلام عرض کیئے۔ پھر حضرت محبوب الٰہیؒ کی طرف سے سلام نیاز اور شوقِ قدمبوسی عرض کیا۔ اور کہا" حضور! مولانا نظامؒ الدین آپ کے حکم کے بموجب سخت مجاہدہ کرتے ہیں، ہرروز صائم رہتے ہیں۔ اور ہر شب ذکر و مشاغل میں بسر کرتے ہیں۔ اور آپ کی صحت کے لئے دُعا کرتے ہیں" یہ سُنکر باباصاحب نے پوچھا وہ کیسے ہیں" ؟ سیّد کرمانیؒ صاحب نے کہا حضور بفضل خدا اچھے ہیں، پھر باباصاحب نے فرمایا" کہ میرے بعد میرا خرقہ مصلیٰ اور عصا نظام الدین اولیاء کو دیدینا وہ میرے جانشین ہونگے۔

بتاریخ ۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ کو بعد نماز عشاء حضرت باباصاحب پر عالم استغراق طاری ہوا۔ اور آپ واصل بحق ہوگئے۔ جب آپ کے انتقال کی خبر حضرت محبوب الٰہی کو ہوئی۔ تو آپ فوراً دہلی سے اجودھن میں تشریف لائے۔

حضرت بابا صاحبؒ کی وفات کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہٰی آپ کے جانشین ہوئے۔ اور بابا صاحبؒ کے فرمان کے موافق خرقہ خواجگان اور تمام تبرکات چشتیہ آپ کے سپرد ہوئے۔ حضرت مولانا بدرالدین اسحاقؒ نے آپ سے کہا:۔ کہ مولانا نظام الدینؒ! آپ کے پیچھے سیّد کرمانی صاحبؒ نے حضرت شیوخ العالمؒ سے آپ کی سچی تعریف کی۔ یہ سنکر آپ اٹھے۔ اور سید کرمانی صاحب سے نہایت خلوص سے بغلگیر ہوئے۔ اس روز سے سید کرمانی صاحب سے حضرت محبوب الہٰیؒ کے بہت تعلقات ہوگئے۔ اور حضرت سید کرمانی حضرت محبوب الہٰیؒ کی زندگی مبارک میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے اور بعد وفات حضرت محبوب الہٰی کے روضۂ معلّٰے کے قریب ہی مدفون ہوئے۔

حضرت محبوب الہٰیؒ کا فقر و فاقہ اور فتوحات

روایت ہے کہ جب حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہٰی نے غیاث پور میں سکونت اختیار کی ہے۔ تو ابتداء میں آپ کی خانقاہ شریف میں بے حد عسرت تھی۔ اور اہل خانقاہ کی

گذراوقات بڑی تنگی و دشواری سے ہوتی تھی۔ حضرت خود
بھی کئی کئی روز تک فاقے کرتے تھے۔ اور آپ کے احباب و
مریدان کو بھی فاقے کرنے پڑتے تھے۔ آپ کے پڑوس میں ایک
گوشہ نشین بی بی حضرت بی بی فاطمہ صام صاحبہؒ رہتی تھیں۔
جو آپ کی پیر بہن اور بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔ ہمیشہ صائم دروزے
رہتی تھیں۔ ان کا معمول تھا کہ اپنے ہاتھ سے سوت کات کر
بازار سے جو منگاتیں۔ اور خود آٹا پیس کر دو روٹیاں پکاتی
تھیں۔ ایک سے آپ روزہ افطار کرتی تھیں اور دوسری
روٹی حضرت کے واسطے بھیجتی تھیں۔ حضرت محبوبؒ الٰہی شام کے
وقت پانی سے روزہ افطار کرتے تھے اور بعد نماز عشاء جب
سب اہل خانقاہ درویش و مساکین کھانے سے فارغ ہو جاتے
تو حضرت اس روٹی میں سے کچھ تناول فرماتے تھے۔ اور بقیہ
حصہ تبرکاً کسی احباب یا مرید و اخوان کو مرحمت فرماتے تھے۔
اکثر یہ بھی ہوتا تھا۔ کہ حضور باسی روٹی کھاتے تھے۔ یا افطار
کے وقت صرف پانی ہی پی لیتے تھے۔ اور کچھ نہ کھاتے تھے۔
چنانچہ آپ کے خادموں نے عرض کیا کہ حضور ایک تو آپ افطار
کے وقت ہی تھوڑا سا کھانا کھاتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی ترک کر دیا

تو ضعف زیادہ ہوجائے گا۔ حضرت محبوب پاکؒ نے بچشم پرنم فرمایا۔ کہ مساکین خانقاہ فاقے سے پڑے ہیں۔ تو میرے حلق سے طعام کیونکر اترے۔ لے جاؤ میں اسے نہیں کھاتا۔ غرض حضرت اسی طرح فقر و فاقہ میں بسر کرتے تھے۔ اور آپ کے احباب و مریدان بھی فاقہ کشی کیا کرتے تھے۔ کہ ایک روز حضرت بی بی صام صاحبہؒ کو معلوم ہوا کہ آج خانقاہ کے سارے درویش فاقہ سے ہیں۔ اس وقت بی بی صاحبہ کے پاس آدھ سیر کے قریب آٹا موجود تھا۔ آپ نے وہ حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں بھجوا دیا۔ حضرت نے اپنے مرید و خلیفہ حضرت شیخ کمال الدین یعقوبؒ سے فرمایا۔ "کہ یہ آٹا مٹی کی ہانڈی میں ڈالکر پکاؤ۔ تاکہ کسی درویش و مسافر کے کام آجائے"۔ چنانچہ انہوں نے حضرت کے فرمان کے موافق وہ آٹا ایک ہانڈی میں ڈالکر تھوڑا سا پانی ڈالا اور چولھے پر ہانڈی رکھدی ابھی ہانڈی میں دو ایک جوش ہی آئے تھے۔ کہ ایک گدڑی پوش فقیر آیا۔ اور بلند آواز سے کہا:۔ بابا نظام! کچھ کھانا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ "ٹھیرو پکتا ہے"۔ یہ سنکر اس نے کہا:۔ "تو آپ اُٹھ! اور ہانڈی میں جو کچھ ہے لے آ"۔ حضرت اُٹھے اور اپنے

دامن مبارک سے ہانڈی اتار کر درویش کے سامنے رکھدی
اس نے اپنا ہاتھ پہنچے تک ہانڈی میں ڈالکر گرم گرم کھانا شروع
کیا۔ اور اس کا منہ بالکل نہ جلا۔ اس سے جتنا کھایا گیا کھالیا اور
پھر اس ہانڈی کو زمین پر دے مارا۔ ہانڈی چور چور ہو گئی۔ پھر
درویش نے چیخ کر کہا:۔ نعمت باطنی تو نے فریدؒ سے پائی۔ اور
تیرا ظاہری فاقہ ہم نے توڑا!" یہ کہکر وہ درویش فوراً غائب
ہو گیا۔ بس اس روز سے فتوحات غیبی اور نذر و نیاز اس قدر
آنے لگی۔ کہ ہزاروں درویشوں اور مسکینوں کو روزانہ دونوں
وقت کھانا تقسیم ہوتا تھا۔ آپ کی خانقاہ مبارک میں جو بھی آتا،
محروم نہیں جاتا تھا۔ اور دولت دینی و دنیوی سے مالا مال
ہو جاتا تھا۔ حضرتؒ کے لنگر خانے میں زردہ، بریانی، قورمہ
پلاؤ۔ غرض ہر قسم کے نفیس و لذیذ کھانے پکتے تھے۔ دن بھر
فقیروں اور مسکینوں کا جمگھٹ رہتا تھا۔ اور ایک عالم آپکے
فیض و نعمت سے مشرف ہوتا تھا۔

حضرت محبوب الٰہیؒ کا معمول تھا کہ آپ کی خدمت اقدس
میں جو کچھ نذر و نیاز اور تحفے تحائف آتے تھے۔ وہ سب آپ
حاجتمندوں اور مسکینوں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک حبہ باقی

نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ حضرت مخدوم روشن چراغ دہلی نے "خیر المجالس" میں منقول ہے۔ کہ حضرت سلطان المشائخ کی بارگاہ اقدس میں فتوحات اور نذر و نیاز اس قدر آتی تھی کہ جس کا کوئی شمار و حساب نہیں۔ لیکن شام تک آپ سب خرچ کرا دیتے تھے۔ جو شخص آپ کے لیے قلیل ہدیہ لیکر آتا وہ آپ کے پاس سے نعمت کثیر لیکر جاتا تھا۔ حضرت کا عجیب تصرف تھا، کہ ہر وقت سائل و مساکین جمع رہتے تھے اور سب کو حسب خواہش کھانا، کپڑا اور زرِ نقد عطا ہوتا تھا۔ جس روز آپ کے پاس زرِ نقد بکثرت آجاتا اور سب خرچ نہ ہوتا۔ تو آپ کی طبیعت مبارک کو مطلق چین نہیں آتا تھا اور بار بار خدام سے دریافت فرماتے تھے۔ کچھ باقی تو نہیں ہے۔ آپکا دستور تھا کہ ہر جمعہ کو خانقاہ کے تمام حجروں میں جھاڑو دلوا دیتے تھے۔ اور ہر قسم کا تمام مال و اسباب فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اس کے بعد جمعہ کی نماز کو تشریف لیجاتے تھے۔ آپ کی بخشش و سخاوت کا یہ حال تھا کہ مٹھیاں بھر بھر کر روپوں اور اشرفیوں کی محتاجوں کو دیدیتے تھے۔ آپ کی عام بخشش یہ تھی کہ حضرت خواجہ اقبال رح خادم خاص سے

ارشاد فرماتے تھے۔ کہ اس شخص کو کچھ دو! چنانچہ خواجہ اقبال
تھیلی میں ہاتھ ڈالکر ایک مٹھی بھرتے اور سائل کو دیدیتے تھے
یہ اس کی تقدیر ہے۔ کہ روپے ہوں یا اشرفیاں ہوں۔
اور جسپر حضرت خاص بخشش و عنایت فرماتے تھے۔ بس پھر
توجو کچھ سامنے ہوتا تھا۔ اٹھا کر دیدیتے تھے اور اس کو
مالا مال کر دیتے تھے۔ چنانچہ جب آپ کے فیض و بخشش اور
سخاوت و عنایت کی یہ حالت ہوئی تو آپ زری زر بخش
مشہور ہو گئے۔ اور شاہانِ وقت آپ کی عطا و بخشش سے
رشک وحسد کرنے لگے "جوامع الکلم" سے منقول ہے:۔ کہ
جب حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کی خانقاہ مبارک
میں کسی بزرگ کا عرس ہوتا تھا۔ تو آپ بلا امتیاز حاضرینِ
مجلس کو ایک خوراک کھانا اور ایک روپیہ نقد یا دو خوراک
کھانا اور دو روپے نقد مرحمت فرماتے تھے۔ کوئی شخص آپکے
خوانِ نعمت اور زر بخشی سے محروم نہیں جاتا تھا۔

تاریخ ہندی میں لکھا ہے:۔ کہ حضرت محبوب الٰہی کی
بارگاہ اقدس میں علاوہ درویش و مساکین کے تین ہزار
علما و فضلا اور بہت سے طالب علم اور حفاظ پرورش

پاتے تھے۔ "خیر المجالس" سے روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپکے حاسدوں نے بادشاہ وقت سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی سے آپ کی بدگوئی کی اور کہا کہ نظام الدین اولیاءؒ آپکو بُرا بھلا کہتے ہیں، ان کو یہ بات نہیں چاہیئے۔ کیونکہ اُن کے پاس جو کچھ نذر و نیاز آتی ہے۔ وہ آپکے ہی امراء، وزراء اور خدام شاہی لیجاتے ہیں۔ یہ بھی دراصل عطیۂ شاہی ہے۔

بادشاہ نے یہ سنکر اپنی حکومت اور دولت و حشمت کے غرور و تکبر میں حکم دیا۔ کہ آج سے کوئی شخص ہمارے امراء وزراء اور درباریوں میں سے حضرت کے پاس نہ جائے۔ اور نہ کچھ نذر و نیاز بھیجے۔ پھر میں بھی دیکھوں کہ کہاں سے وہ لنگر کرتے ہیں اور لوگوں کو زر و دولت تقسیم کرتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ خبر حضرت کو معلوم ہوئی۔ تو حضرت نے اپنے لنگر خانے میں دگنی وسعت دیدی اور پہلے سے بھی زیادہ حاجتمندوں کو کھانا اور روپیہ تقسیم کیا۔ اور خواجہ اقبالؒ مہتمم لنگر خانہ کو ایک تعویذ دیکر حکم دیا کہ اسے لنگر خانہ کے طاق میں رکھدو۔ اور جس چیز کی ضرورت ہو بسم اللہ پڑھکر طاق میں سے نکال لو۔ چنانچہ حضرت خواجہ اقبال نے حکم محبوبیؒ کے موافق ایسا ہی کیا۔ اور بفضل خدا

لنگر خانے کے تمام اخراجات پورے ہوتے رہے۔ جب بادشاہ
کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو بہت شرمندہ ہوا اور حیران رہ گیا۔

دریائے جمنا کے کنارے (موضع غیاث پور میں) خانقاہ شریف کی تعمیر

شروع میں جب حضرت محبوب الٰہیؒ غیاث پور میں تشریف
لائے تھے۔ تو آپ اپنے احباب و مریدان کے ہمراہ ایک خس
پوش مکان میں رہتے تھے۔ مگر جب آپ کے ہاں لوگوں کی آمد و
رفت اور مہمانوں کی کثرت ہونے لگی۔ تو آپ کے مرید و معتقد
امراء و روسا نے وسیع خانقاہ بنوانے کے لئے عرض کیا۔
مگر حضرت نے نہ خود خانقاہ تعمیر کرائی اور نہ ان لوگوں کو اجازت
دی، جب وہ لوگ حضرت سے نئی خانقاہ کے لئے عرض کرتے تو
آپ فوراً منع کر دیتے تھے۔ آخر ایک روز آپ کے ایک خاص مرید و
معتقد عماد الملک ضیاء الدین وکیلؒ نے حضرت سے خلوت
میں عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ میں ایک وسیع اور پختہ
خانقاہ تعمیر کرا دوں تاکہ مریدان و مخلصان اور مہمانوں کو
تکلیف نہ ہو اور وہ آسانی سے خانقاہ میں رہیں"! حضرت نے
ان سے بھی انکار کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت کے

خادم خاص خواجہ اقبال اور آپ کے پیر بھائی سید محمد کرمانی صاحبؒ کے فرزند سے جن پر آپ بہت شفقت و عنایت کرتے تھے۔ سفارش کرائی۔ اور نہایت منت و خلوص سے عرضی گذرانی حضرت نے جواب دیا کہ اے ضیاء الدین! اس میں ایک راز ہے اس لیے میں خانقاہ کی تعمیر کی اجازت نہیں دیتا۔ اور وہ یہ ہے کہ جو اس سرزمین پر خانقاہ بنائیگا وہ زندہ نہیں رہیگا۔ یہ سنکر عماد الملک نے اپنا سر حضرت کے قدموں میں رکھدیا اور عرض کیا۔ کہ حضور! مجھے اپنی جان اس قدر عزیز نہیں ہے۔ کہ اس کی خاطر میں حضور کے آرام و آسائش کی کوشش نہ کروں اگر میں زندہ نہ رہا تو کوئی حرج نہیں ہے خدائے تعالےٰ آپکی ذات بابرکات کو مسلمانوں کے سر پر سلامت رکھے۔ تاکہ فلاح دارین اور سعادت حاصل ہو۔ مجھے خانقاہ کی تعمیر کی ضرور اجازت دیجئے۔ تاکہ میری دلی تمنا پوری ہو جائے۔"

آخر حضرت نے مجبوراً ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم خود اپنی موت اختیار کرتے ہو۔ تو تم جانو! لیکن یہ خیال رکھو کہ جو عمارت تم بنانی چاہتے ہو وہ صرف ایک مہینے میں تیار ہو جائے۔"

چنانچہ عماد الملک نے ایسا ہی کیا۔ اور جب خانقاہ شریف

تیار ہو گئی۔ تو چار سو اشرفی کے خرچ سے ایک مجلس سماع منعقد کی۔ اُسی روز حضرت محبوب الٰہی اپنے احباب اخوان اور مریدوں کے ہمراہ خانقاہ میں تشریف لائے۔ مجلس سماع گرم ہوئی سماع میں عماد الملک رح کو اس قدر وجد و کیفیت ہوئی۔ کہ اُن پر حالتِ نزاع طاری ہو گئی۔ اور وہ حضرت سلطان المشائخ کے زانوئے مبارک پر سر رکھکر واصل بحق ہو گئے۔

حضرت محبوب الٰہی رح کے زمانے کے سات بادشاہوں کے مختصر حالات

جب حضرت محبوب الٰہی دہلی میں تشریف لائے تھے۔ تو سلطان غیاث الدین بلبن رح بادشاہ کا زمانہ تھا۔ یہ بادشاہ ۶۶۲ھ میں تخت نشین ہوا تھا۔ بہت عادل و منصف اور غریب پرور تھا۔ اس کا عہد سلطنت باعتبار نظم و نسق اور خوشحالی کے اچھا تھا۔ یہ بادشاہ بابا فرید الدین رح گنجشکر سے کمال ارادت و عقیدت رکھتا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی سے بھی بہت عقیدت و محبت تھی یہ بڑا فقیر دوست اور دیندار بادشاہ تھا۔ ۲۳ سال کی سلطنت کے بعد ۶۸۵ھ میں وفات پائی۔ اس بادشاہ کی وصیت کے خلاف امراء وزراء کے مشورہ اس کا پوتا۔ معز الدین کیقباد

تخت نشین ہوا۔ اس نے عیاشی میں سلطنت کو برباد کر دیا۔
اسی کے زمانے میں حضرت محبوب الٰہیؒ کی خانقاہ شریف
دریائے جمنا کے کنارے موضع غیاث پور میں تعمیر ہوئی تھی۔
اس بادشاہ نے دریائے جمنا کے کنارے غیاث پور
کے قریب موضع کیلوکھڑی میں ایک نیا شہر آباد کیا اور اپنے
اہل دربار و لشکر کے ساتھ وہیں سکونت اختیار کی حضرت کی
خانقاہ شہر سے قریب تھی۔ اور وہاں لوگوں کی بہت زیادہ
آمد و رفت ہوتی تھی۔ تمام امرا۔ وزرا حضرت سے عقیدت
رکھتے تھے۔ چنانچہ یہ حضرت سے رشک و حسد کرنے لگا۔ مگر
ہمیشہ ذلت و خواری اٹھائی۔ یہ بادشاہ کثرتِ شراب نوشی
کی وجہ سے فالج کے مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اور سلطنت کا
انتظام خراب ہو گیا تھا۔ آخر اس کے وزیر سلطنت جلال الدین خلجی
نے اسے قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن گیا۔ اس کی حکومت
۶۹۰ھ میں قائم ہوئی۔ اس نے شہر کو دوبارہ تعمیر کرایا اور
خوب رونق بڑھا دی۔ یہ بادشاہ بڑا عالم فاضل اور فقیر دوست
تھا۔ اس کے دربار میں بڑے بڑے اہل کمال، علما و فضلا۔
اور شعرا رہتے تھے۔ یہ خود بھی اچھا شاعر تھا۔ اس کا عہد حکومت

بھی اچھا رہا۔ ۶۹۵ھ میں اس کے بھتیجے علاء۔الدین خلجی
نے ملاقات کے وقت دھوکے سے اسے قتل کر دیا۔ اور خود
تخت پر قابض ہو گیا۔ یہ بادشاہ بہت عقلمند و ہوشیار اور
ذکی تھا۔ اس نے اپنی سلطنت کو بڑی وسعت دی۔ اور
بہت سی فتوحات حاصل کیں۔ یہ حضرت محبوب الٰہی سے اور
دوسرے بزرگوں سے بھی عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے بارہا
حضرت سے ملنے کی تمنا۔ کی مگر حضرت نے انکار کر دیا۔ نہ حضرت
خود اس سے ملنے گئے اور نہ اسے ہی اپنی خانقاہ میں آنے کی
اجازت دی۔ اس کے دو بیٹے خضر خاں اور شادی خاں
حضرت کے مرید و معتقد تھے۔ اس کے عہد سلطنت میں نظم و
نسق بہت عمدہ تھا۔ تمام ملک میں امن و امان اور خوشحالی
تھی۔ یہ بڑا مستعد تھا۔ اور رعایا کی فلاح و بہبود کا بہت
خیال رکھتا تھا۔ ۷۱۵ھ میں اس کے نومسلم غلام ملک کافور
نے اسے زہر دیکر مار ڈالا اور خود سلطنت کا مالک بن گیا۔
مگر چند روز کے بعد اراکین سلطنت نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اور
علاؤالدین خلجیؒ بادشاہ کا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ تخت
نشین ہوا۔ یہ بڑا ظالم اور بے رحم تھا۔ اس نے اپنے تینوں

بھائیوں خضر خاں، شادی خاں اور شہاب الدین کو قتل
کرادیا۔ اس بادشاہ نے حضرت محبوب الٰہی کو بھی ستانا
چاہا۔ مگر تمام امراء وزراء اور لشکری حضرت کے معتقد تھے۔
اس لئے کچھ بس نہ چلا۔ اور خون کا سا گھونٹ پی کر رہ گیا
ایک روز اس نے اپنے مشیر قاضی محمد غزنوی سے پوچھا کہ حضرت
نظام الدین اولیاءؒ کے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آتا ہے۔
جو ہزاروں روپیہ کا لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ یہ سنکر قاضی محمد غزنوی
نے جو حضرت محبوب الٰہی کا بڑا مخالف تھا۔ اور آپ کے دریئے آزار
تھا۔ بادشاہ سے کہا۔ کہ آپ ہی کے امراء وزراء اور لشکری
ہزاروں لاکھوں روپے دیتے ہیں۔ اسی سے حضرت لنگر
کرتے ہیں اور ہزاروں روپے فیاضی سے تقسیم کرتے ہیں۔
یہ سنکر بادشاہ کو بہت غصہ آیا۔ اور اس نے حکم دیا کہ جو
کوئی حضرت محبوب الٰہی کو کچھ دیگا۔ اس کا وظیفہ خزانۂ شاہی
سے بند کر دیا جائیگا۔ اور جو کوئی حضرت کی خدمت میں جائیگا۔
اسے شہر بدر کیا جائے۔ جب حضرت کو یہ خبر ہوئی۔ تو آپ نے
اپنے خادم خاص خواجہ اقبال مہتمم لنگر خانہ کو حکم دیا۔ کہ آج سے
کل اخراجات و مصارف میں اضافہ کر دو۔ اور جو کچھ درکار

ہو فلاں طاق میں سے بسم اللہ پڑھکر نکال لیا کرو۔ خواجہ
اقبال نے بموجب حکم ایسا ہی کیا۔ جب کئی روز اسی طرح
گذر گئے۔ تو بادشاہ نے حیران و پشیمان ہو کر اپنے مصاحبوں
سے سبب دریافت کیا۔ اور خفیہ تحقیقات کرائی تو معلوم ہوا
کہ لنگر خانے کے تمام اخراجات کے لیے حضرت محبوب الہٰی
کے حکم موافق ایک طاق میں سے روپیہ نکالا جاتا ہے اور
بسم اللہ پڑھتے ہی طاق میں غیب سے روپیہ آجاتا ہے۔ اسی
وجہ سے لنگر خانہ کے خرچ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔
مبارک شاہ یہ بات سنکر بہت شرمندہ ہوا۔ مگر اپنے دل میں
حضرت سے بے حد دشمنی رکھنے لگا۔

چنانچہ اس نے اپنے ایک امیر کو حضرت کی خدمت میں
بھیجا اور کہلوایا کہ مولانا رکن الدین ملتانیؒ میرے سلام کو
ہر سال ملتان سے آتے ہیں۔ مگر ہم باوجود قریب ہونے کے
میرے سلام کو کبھی نہیں آتے"۔ جب وہ حضرت محبوب الہٰی
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حکم شاہی سنایا" تو آپ نے فرمایا
یہ میری عادت نہیں ہے کہ میں بادشاہوں کے ہاں جاؤں
فقیر کو بادشاہ سے کیا سروکار ہے۔ مجھے معاف رکھو! یہ

یہ جواب سنکر بادشاہ کو بہت غصہ آیا۔ اور دوبارہ کہلا بھیجا۔ کہ تم کو میرے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی! حضرت نے اپنے مرید شیخ حسن علی سنجری کو مولانا ضیاء الدین رومیؒ کے پاس بھیجا۔ (جو بادشاہ کے پیر و مرشد تھے) اور یہ کہلوایا کہ آپ بادشاہ کو ہدایت کریں۔ فقیر کو ستانے سے اُسے فلاح و بہبود نہیں ہوگی جب شیخ حسن علی سنجری اُن کے پاس پہنچے۔ تو دیکھا کہ وہ بہت بیمار ہیں۔ انہوں نے واپس آکر حضرت سے عرض کیا کہ وہ بہت زیادہ علیل ہیں۔ چنانچہ تیسرے روز مولانا ضیاء الدین رومیؒ کا انتقال ہوگیا، اور وہ دہلی میں مدفون ہوئے۔ سوئم کی فاتحہ میں تمام علماء و مشائخ اور بادشاہ وقت بھی شریک تھا حضرت محبوب الٰہی بھی تشریف لے گئے۔ سب حاضرین آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور آداب و تسلیم بجالائے۔ لیکن سُلطان نے تعظیم نہیں کی۔ یہ سب حال اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ اور آتشِ حسد سے خوب ہی جلا۔ بعض لوگوں نے حضرت سے کہا کہ بادشاہ بھی مجلس میں ہے ملاقات کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہیں ہے۔ وہ تلاوت کر رہا ہے۔ مخل نہ ہونا چاہیئے۔ فاتحہ کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ اور حضرت محبوب الٰہیؒ

اپنی خانقاہ میں تشریف لے آئے۔ پھر بادشاہ نے تمام علماء و مشائخ کو جمع کر کے کہا۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو سمجھاؤ! کہ وہ ہر روز میرے سلام کو آیا کریں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو آٹھویں دن ورنہ ہر ماہِ نو کی مبارکباد کو ضرور آیا کریں۔ اس کا وہ جو کچھ جواب دیں مجھ سے آکر کہو تاکہ میں کچھ اور فکر کروں!

چنانچہ بادشاہ کی جانب سے قطب الدین غزنویؒ اور عماد الدین طوسی، شیخ وحید الدین اور شیخ برہان الدینؒ وغیرہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بادشاہ کا حکم سنایا۔ اور کہا کہ بادشاہ کا ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہے۔ مصلحت وقت یہی ہے۔ کہ آپ تشریف لیجائیں۔ آپ نے کچھ سوچکر فرمایا "انشاء اللہ"! امراء نے سمجھا کہ حضرت بادشاہ کے سلام کو جانے کے لئے راضی ہیں۔ واپس آکر انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ حضرت سلام کو آئیں گے"۔ یہ سنکر وہ بہت خوش ہوا۔ اور سمجھا کہ حضرت مجھ سے خائف ہیں اسلئے انہوں نے میرے حکم کو مان لیا ہے۔ اس روز صفر کی ۲۹ تاریخ تھی۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کے مرید خواجہ امیر خسروؒ، خواجہ وحید قریشی اور برہان الدینؒ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض

کیا۔ "یا شیخ! ہم نے سُنا ہے۔ کہ آپ بادشاہ کے سلام کو جانے کے لیے راضی ہیں"۔ حضرت نے فرمایا: "میں اپنے پیر کے حکم کے خلاف ہرگز نہیں کرونگا!" وہ یہ سنکر متحیر ہو گئے۔ اور عرض کیا یا حضرت بادشاہ تو منتظر ہے کہ کب شام ہو اور کب آپ سلام کو تشریف لائیں! لیکن آپ کا ارادہ تو معلوم نہیں ہوتا۔ اس میں فساد کا اندیشہ ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ "انشاءاللہ! مبارک شاہ مجھپر فتحیاب نہیں ہوگا" جب عصر کی نماز ہو چکی تو خواجہ اقبال نے عرض کیا۔ کہ حضور آج چاندرات ہے۔ اور آپ بادشاہ کی ملاقات کو جائیں گے جو تبرکات فرمایئے حاضر کروں! آپ نے فرمایا "ٹہر جاؤ!" پھر تھوڑی دیر کے بعد خواجہ اقبال نے پوچھا تو حضرت نے کچھ جواب نہیں دیا۔ خواجہ اقبال سمجھ گئے۔ کہ حضرت بادشاہ کے پاس نہیں جائینگے۔ پھر شام ہوئی اور آپ ملاقات کو نہیں گئے۔ سب لوگ حیران تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ مگر حضرت اپنے ارادہ پر قائم رہے۔ آخر آدھی رات ہو گئی تو حضرت محبوب الہیٰ اپنی خانقاہ کی چھت پر ٹہلنے لگے اور یہ بیت پڑھنی شروع کی:۔

اے ڈوبھک چرا نشستی بجائے خویش
با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

اسی وقت خبر آئی کہ بادشاہ کے منظورِ نظر غلام "خسرو خاں" نے اوس کا سر کاٹ کر محل کے نیچے پھینک دیا۔ اور خود سلطنت پر قبضہ کر لیا۔

(چونکہ یہ واقعہ اُسی رات کو ہوا تھا جس رات کو قطب الدین نے حضرت کو بجبر اپنے ماہانہ سلام کو بلانا چاہا تھا۔ اسلئے جتنہ حضرت کے فرمان کے موافق اپنے ارادہ میں ناکام رہا اور ہلاک ہو گیا)

الغرض اس طرح حضرت محبوب الٰہیؒ مبارک شاہ کی شرارت سے محفوظ رہے۔ اور حضرت کی کرامت سے وہ خود ذلیل و خوار ہوا اس واقعہ کے بعد خسرو خاں نے قطب الدین کی بیوی سے شادی کر لی۔ اس غلام نے چھ مہینے سلطنت کی۔ اس کے بعد وہ غیاث الدین تغلقؒ (حاکم پنجاب) کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور اس نے دہلی پر فوج کشی کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ ۷۲۰ھ میں غیاث الدین تغلق تخت نشین ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے بنگال پر فوج کشی کی۔ اور واپسی کے وقت حضرت محبوب الٰہیؒ کو لکھا کہ میرے آنے سے پہلے تم

۴۸ سب سے اول حضرت کی کرامت کا ظاہر ہونا (ملفوظ ہے)

غیاث پور سے نکل جاوٗ۔ تمہاری وجہ سے آدمیوں کی اتنی کثرت ہوتی ہے۔ کہ میرے خدمتگاروں کو بھی جگہ نہیں ملتی جب حضرت محبوب الہیٰ کے پاس یہ خط آیا۔ تو آپ نے فرمایا:۔"ہنوز دِلی دور است"! یعنی ابھی دہلی دور ہے۔ چنانچہ جب بادشاہ واپس آیا۔ تو دہلی سے کچھ فاصلے پر تغلق آباد کے قلعے میں جہاں اس کے بیٹے نے اس کے لئے ایک عالیشان محل بنوایا تھا۔ آکر ٹھیرا۔ رات کے وقت اچانک محل کے اوپر بجلی گری اور وہ اس کے نیچے دب کر مر گیا۔ اس طرح حضرت محبوب الہیٰ کا حکم "ہنوز دِلی دور است" پورا ہوا۔ اور وہ دہلی میں آنے سے پہلے ہی نیست و نابود ہو گیا۔ یہ واقعہ ۷۲۵ھ کا ہے۔ اسی سال غیاث الدین تغلق کا بیٹا سلطان محمد تغلق بادشاہ تخت پر بیٹھا۔ یہ بڑا عالم فاضل اور مدبر تھا۔ لیکن بعد میں یہ بھی بہت سخت گیر ہو گیا۔ اور اس نے علما و مشائخ کو بڑی تکلیف و اذیت دی۔ رعایا بھی اس کے عہد حکومت میں تباہ و برباد ہوئی اور ہزاروں آدمی تہ تیغ و خانماں برباد ہو گئے۔ اسی کے عہد میں حضرت محبوب الہیٰ کا ۷۲۵ھ کے اختتام میں

انتقال ہوگیا۔ حضرت کے بعد آپ کے خلیفہ مخدوم روشن چراغ دہلی جانشین ہوئے۔ محمد تغلق نے انہیں بھی بہت ایذا دی اور حضرت کے دوسرے خلفاء کو بھی سخت پریشان کیا۔ ۷۵۲ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ اور دہلی کے تخت پر سلطان فیروز شاہ تغلق جو محمد تغلق کا بھتیجہ تھا۔ تخت نشین ہوا۔ یہ بڑا عادل اور رحم دل تھا۔ اس نے نہایت اچھی سلطنت کی۔ اور اسکے زمانے میں رعایا خوشحال ہوگئی۔ یہ بڑا فقیر دوست اور علم وفضل کا حامی تھا۔ تاریخ میں "امن ساز" کے لقب سے مشہور ہے۔

کشف وکرامات اور ملفوظات

روایت ہے:۔ کہ ایک مرتبہ سلطان علاؤالدین خلجی بادشاہ نے جو ہر وقت حضرت کی ملاقات کا خواہاں رہتا تھا یہ چاہا کہ کسی بہانے سے حضرت سلطان المشائخ کو اپنے پاس بلالوں۔ چنانچہ اس نے اپنے ایک مشیر خاص کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور یہ کہلوایا۔ کہ بہت عرصے سے میرا لشکر ملکِ دکن میں لڑائی پر گیا ہوا ہے۔ اور ابھی تک کوئی خبر

نہیں آئی ہے۔ اس لئے میں نہایت فکرمند ہوں۔ اگر آپ براہ کرم تھوڑی دیر کے لئے تشریف لائیں تو عین مصلحت ہو گی! حضرت نے یہ پیغام سنتے ہی تھوڑی دیر کچھ سوچا اور پھر فرمایا: "کہ سلطان سے کہدو کہ میرے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کل انشاء اللہ دوپہر کے وقت کچھ خبر آجائے گی۔ اور تم مطمئن رہو، تمہارا بھائی سپہ سالار الف خاں صحیح و سلامت ہے"۔

چنانچہ دوسرے روز یہی ہوا۔ کہ سلطان علاؤالدین خلجی بادشاہ کا بھائی سپہ سالار "الف خاں" فتح و نصرت کے ساتھ خوش و خرم واپس آگیا۔ سلطان نے فتح و نصرت کی خوشی میں اسی وقت پانچ ہزار دینار حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت اقدس میں پیش کیے۔ اتفاق سے اسی وقت اسفندیار قلندر آگیا۔ اور حضرت نے وہ تمام روپیہ اس قلندر کو بخش دیا۔

روایت ہے کہ باوجود اس فیض و سخاوت کے حضرت کی خانقاہ مبارک سے کوئی سائل محروم نہیں جاتا تھا حضرت محبوب الٰہی خود فقر و فاقہ میں بسر کرتے تھے۔ آپ کی سب سے بہترین غذا یہ تھی۔ کہ آپ بعد نماز عشاء ابلے ہوئے

کریل کے پھل ٹینٹوں کے ساتھ جو کی روٹی کھاتے تھے۔ اس زمانے میں خربوزے پیسے کے دو سیر بکتے تھے۔ مگر ساری فصل گذر جاتی تھی۔ اور حضرت ایک خربوزہ بھی کھاتے تھے۔ آپ کا تمام وقت عبادت و ریاضت اور تعلیم و تلقین میں بسر ہوتا۔ اور جب حضرت ذرا بھی فارغ ہوتے تو یہی پوچھتے تھے کہ کوئی درویش و مسافر بھوکا تو نہیں رہا۔ حضرت خود خوشی سے فاقہ کشی کرتے تھے۔ مگر دوسروں کی فاقہ کشی سے بہت غمگین ہوتے تھے۔!

روایت ہے:۔ کہ ایک روز حضرت محبوب الٰہیؒ اپنے پیر و مرشد بابا فرید گنجشکرؒ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ بابا صاحب نے فرمایا نظام! کچھ لاؤ۔ تاکہ میں کھاؤں۔ اسی وقت حضرت محبوب الٰہیؒ نے اپنی دستار رہن رکھی۔۔۔ اور نمک خریدا۔ پھر اپنے ہاتھ سے پکا کر بابا صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ جب حضرت بابا صاحبؒ نے کھانا نوش فرمانا شروع کیا تو دعا دی کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ تیرے لنگر خانہ میں بہتر من نمک روزانہ خرچ ہوا کرے یعنی تیرا لنگر بہت عظیم الشان ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت محبوب الٰہیؒ

کے لنگر خانے میں ہزاروں روپے کا لنگر تقسیم ہوتا تھا۔ اور بادشاہ وقت بھی تعجب سے دیکھتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک روز آپ کے کسی مرید کے ہاں مجلس سماع اور دعوت تھی۔ حضرت سلطان المشائخؒ خود بھی تشریف رکھتے تھے۔ اتفاق سے عین مجلس کے وقت ہزاروں آدمی، صوفی اور درویش آ گئے، صاحب خانہ کے ہاں اسقدر کھانا نہیں تھا۔ کہ سب کو کفایت کرتا۔ یہ دیکھکر وہ بہت حیران و پریشان ہوئے۔ حضرت نے بذریعہ کشف یہ حال معلوم کر لیا۔ اور خواجہ مبشر خادم خاص سے فرمایا کہ جب تم سب کے ہاتھ دُھلا چکو۔ تو ایک ایک روٹی کے چار چار ٹکڑے کر کے ایک چادر سے ڈھک دو۔ اور پھر بسم اللہ شریف پڑھکر تقسیم کرو۔ ہر دو آدمیوں کے سامنے ایک ایک طباق رکھدو۔ چنانچہ خواجہ مبشر نے حسب الحکم ایسا ہی کیا۔ وہ کل کھانا زیادہ سے زیادہ پچاس ۵۰ آدمیوں کا تھا۔ مگر حضرت کے تصرف اور کرامت کیوجہ ان سب کو کافی ہوا۔ اور ان سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا،

روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ

کی خدمت اقدس میں ایک کیمیا گر جوگی آیا، اس نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ کے لنگر خانہ کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ میں آپ کو سونا چاندی بنانا سکھا دیتا ہوں۔ پھر آپ کو کوئی دقت نہیں ہونے کی ہے۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا۔ فقیر کو سونے چاندی کی کیا ضرورت ہے۔ فقیر جس شے کو دیکھے وہی سونا ہو جائے۔ یہ کہکر آپ نے ایک ڈھیلا اٹھایا اور ایک پتھر پر مارا، وہ فوراً خالص سونا ہو گیا۔ یہ دیکھکر وہ حیران رہ گیا۔ اور حضرت کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوا۔
اسی طرح ایک دفعہ ایک اور شخص آیا۔ اور آپ سے عرض کیا کہ میں صنعت ذہب پر قادر ہوں (یعنی سونا بنانا جانتا ہوں) اگر حکم عالی ہو تو آپ کے خادمان خانقاہ کو سکھا دوں۔ تاکہ مصارف خانقاہ میں آسانی ہو۔ آپ نے فرمایا "اے عزیز! مجھے نہ تیرے زر سے کام ہے نہ ذھب سے، ذاہب اِلی اللہ یعنی میرا جانا اللہ کی طرف ہے اور اس کے سوا باقی سب ہوس ہے!
روایت ہے:۔ کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ نے شیخ رسالؒ کے روضہ میں ایک خشک درخت کے نیچے "معرفت الٰہی" کے واسطے چلّہ کیا تھا۔ چنانچہ جب آپ چلے

سے فارغ ہوئے تو وہ درخت آپ کی برکت وکرامت سے
سرسبز ہوگیا۔ اس کے بعد آپ وہاں سے تشریف لے چلے
تو راستے میں دیکھا کہ ایک شخص جھومتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔
آپ سمجھے کہ وہ کوئی مجذوب ہیں، اس لیے ان کے راستے میں
سے ہٹ گئے۔ مگر وہ پھر حضرت ہی کی طرف چلے آئے اور دوڑ کر
آپ سے لپٹ گئے۔ اور فرمایا کہ تمہارے سینہ سے خدائے تعالیٰ
کی محبت کی خوشبو آتی ہے۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ وہ شیخ
رسان ہی تھے۔ اسی طرح ایک روز آپ جنگل میں سے تشریف
لے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ایک آدمی کو دیکھا کہ بالکل مست
اور دیوانوں کی طرح آرہا ہے آپ اس سے بچکر کھڑے ہوگئے
مگر وہ پھر آپ ہی کے پاس آگیا اور آپ کے سینہ مبارک کو
چوم کر کہا۔ کہ الحمد للہ! اب بھی مسلمانوں میں ایسا سینہ موجود
ہے۔ اس میں سے مسلمانی کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ کہکر وہ شخص غائب
ہوگیا۔ جب معلوم ہوا کہ وہ مردان غیب میں سے تھا۔

روایت ہے:۔ کہ ایک مرتبہ قصبہ "سماوات" میں ایک
جاگیردار کے ہاں آگ لگ گئی۔ اور فرمان معافی بھی اسباب کے
ساتھ جل گیا۔ آخر وہ غریب دہلی آیا اور عدالت شاہی سے

بڑی جستجو کے بعد نیا فرمان معافی حاصل کیا۔ اتفاق سے جب
وہ عدالت کے باہر آیا۔ تو وہ فرمان بھی گھبراہٹ کی وجہ سے
گر پڑا اور کھو یا گیا۔ اس نے بڑی تلاش و جستجو کی مگر کہیں پتہ نہ
چلا۔ مجبور ہو کر روتا ہوا حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت اقدس
میں حاضر ہوا۔ اور سارا ماجرا بیان کر کے دعا کا خواستگار ہوا۔
حضرت محبوب الٰہیؒ نے متبسم ہو کر فرمایا۔ ابھی بازار جاؤ اور
حلوا لا کر حضرت شیوخ العالم بابا صاحبؒ کی نیاز دلاؤ۔ تمہارا
فرمان مل جائیگا۔ چنانچہ وہ بازار میں آیا اور خانقاہ کے قریب
جو حلوائی بیٹھا تھا۔ اس سے حلوا خریدا۔ حلوائی نے حلوا تول
کر اس کے رکھنے کو ردی میں سے کاغذ نکالا۔ حلوائی چاہتا تھا کہ
حلوا رکھنے کے لئے کاغذ پھاڑ لے کہ اس شخص نے دیکھا کہ یہ اسی
کا فرمان ہے۔ اس نے غل مچایا کہ خدا کے واسطے اسے مت
پھاڑو۔ آخر وہ حلوا اور فرمان کا کاغذ لیکر حضرت کی خدمت میں
آیا۔ پہلے بابا صاحب کی نیاز دلائی اور پھر حضرت کے دست
مبارک پر بیعت سے مشرف ہو کر سعادت دارین حاصل کی۔
روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرتؒ کی خانقاہ شریف کے
سامنے سے بادشاہ وقت قطب الدین مبارکؒ شاہ گذرا۔

آپ کی خانقاہ کے سامنے بے شمار مساکین اور غریبوں کا مجمع تھا۔ اور لنگر خانقاہ شریف سے تقسیم ہو رہا تھا۔ اس نے یہ دیکھکر اپنے خادموں سے پوچھا کہ یہ کیا جگہ ہے۔ خادموں نے عرض کیا حضرت نظام الدین اولیاؒ کی خانقاہ ہے۔ یہ سنکر وہ بہت غصے ہوا کیونکہ وہ حضرت نظام الدین اولیاء سے بے حد بغض و حسد رکھتا تھا۔ اور اس نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ حضرت سے کہدو یا تو میرے شہر سے چلے جائیں یا اپنی کوئی کرامت دکھائیں۔ سلطان کے یہ بات کہتے ہی اسی وقت اس کے پیٹ میں درد ہونا شروع ہوا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اتنی شدت ہوئی کہ محلسرائے شاہی تک پہنچتے پہنچتے اس کی حالت بہت خراب ہو گئی۔ آخر جب محل میں پہنچا تو بڑے بڑے نامی گرامی طبیبوں کا علاج کیا گیا مگر مطلق فائدہ نہیں ہوا۔ یہ دیکھکر بادشاہ نے اپنے دل میں سمجھ لیا کہ یہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی شانِ مبارک میں گستاخی کرنے کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً اپنے ایک معتمد خاص کو حضرت کی خدمتِ اقدس میں بھیجکر دعا کرائی۔ حضرت نے فرمایا۔ بندہ نظام کو کارخانۂ قدرت میں کیا دخل ہے۔ یہ جواب سنکر معتمد واپس

آیا اور بادشاہ سے حضرت کا ارشاد عرض کیا۔ اتنی دیر میں درد کی اتنی سخت شدت ہوئی۔ کہ وہ اپنی زندگی سے بھی مایوس ہو گیا۔ جب اس کی ماں کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ گریۂ زاری کرتی ہوئی حضرت کی خدمت میں خود حاضر ہوئی۔ اور آپ کی قدمبوسی کرکے اپنے بیٹے کے لئے دعا کی التجا۔ کی۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر بادشاہ خاص اپنی مہر کے ساتھ دہلی کی سلطنت اس فقیر کے نام لکھدے تو پھر وہ کاغذ اور اس کا قارورہ لیکر حاضر ہو۔ یہ سنکر بادشاہ کی ماں اسی وقت گئی اور سلطنت کا کاغذ تیار کرکے بادشاہ کی مہر کرائی اور پھر حضرت کی خدمت میں کاغذ اور قارورہ لیکر حاضر ہوئی۔ حضرت نے وہ سلطنت کا فرمان بادشاہ کے قارورہ میں ڈالدیا اور فرمایا کہ فقیر کے لئے دہلی کی سلطنت اور یہ پیشاب برابر ہے۔ اس کے بعد آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائی۔ چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے بادشاہ تندرست اور صحیح وسلامت ہو گیا۔

روایت ہے:۔ کہ ایک مرتبہ حضرت محبوب الٰہیؒ نے خواجہ اقبالؒ کو آواز دی۔ مگر وہ دور تھے اس لئے حاضر خدمت نہیں ہوئے۔ اور حضرت کے خواہر زادے حضرت خواجہ ابابکرؒ چشتی کے

کمسن صاحبزادے خواجہ عزیزالدینؒ حاضر ہوئے۔ حضرت نے
ان سے دریافت فرمایا کہ اقبال کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ
وہ بزازوں کو اسباب دے رہے ہیں۔ یہ سنکر حضرت خود
خواجہ اقبال کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا اقبال تم نے
تو خوب دکان لگا رکھی ہے۔ خواجہ اقبال یہ سنکر بہت شرمندہ
ہوئے۔ اور پھر حضرت نے ان سب بزازوں کو ایک ایک کپڑا
تقسیم کر دیا اور باقی تمام اسباب فقیروں اور غریبوں کو دیدیا۔
روایت ہے:۔ کہ ایک سوداگر ملتان کو جا رہا تھا۔ راستے
میں لٹیروں نے اس کا تمام مال واسباب لوٹ لیا۔ وہ بیچارہ
خستہ و پریشان حال گریہ و زاری کرتا ہوا ملتان میں حضرت شیخ
بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کے صاحبزادے حضرت شیخ صدرالدینؒ
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ مجھے ایک سفارشی
خط حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں لکھدیجئے
تاکہ مجھے اسباب تجارت کے لئے سرمایہ مل جائے۔ انہوں نے
اس کو رقعہ لکھکر دیدیا۔ رقعہ لیکر وہ دہلی میں حضرت کی خدمت
اقدس میں حاضر ہوا حضرت محبوب الٰہیؒ نے خواجہ اقبالؒ کو
حکم دیا۔ کہ کل صبح سے چاشت کے وقت تک جو کچھ فتوحات

آئے وہ اس شخص کو دیدینا۔ چنانچہ خانقاہ شریف میں جو کچھ
فتوحات آتی گئی۔ خواجہ اقبال اس تجار کے حوالے کرتے رہے
آخر جب وہ چاشت کے وقت اٹھا تو اس کے پاس بارہ ہزار ۱۲۰۰۰
نقد جمع ہو گئے تھے۔ یہ دیکھکر وہ بہت خوش ہوا۔ اور حضرت
سلطان المشائخ رح کی قدمبوسی کرکے رخصت ہو گیا۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاء
محبوب الٰہی رح اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور حضرت
باباصاحب رح کے فرزند بھی موجود تھے۔ ان کا اسم شریف بھی
نظام الدین رح ہی تھا۔ حضرت باباصاحب نے اس وقت فرمایا
کہ تم دونوں میرے فرزند ہو۔ اور پھر اپنے صاحبزادے
سے فرمایا کہ تم فرزند ثانی ہو اور حضرت سے مخاطب ہو کر
ارشاد فرمایا کہ تم "فرزند جانی ہو"۔ حضرت باباصاحب آپکو
بہت عزیز رکھتے تھے اور اکثر حضرت کے متعلق کلمات
شفقت و عنایت فرمایا کرتے تھے اسی طرح حضرت محبوب الٰہی رح
بھی حضرت شیخ العالم باباصاحب کا بے حد ادب و احترام
کرتے تھے اور آپ سے بہت محبت و عقیدت رکھتے تھے۔
چنانچہ ایک مرتبہ جبکہ آپ دہلی میں تھے۔ کہ ایک درویش

شیخ شعیبؒ نامی حاضر خدمت ہوئے۔ اور حضرت محبوب الٰہیؒ کو حضرت باباصاحب کا عطیہ ایک مصلیٰ ندی سیاہ رنگ کا اور ایک کلاہ مبارک پیش کی۔ آپ نے اسی وقت کلاہِ مبارک اپنے سر پر رکھی اور مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اس کے بعد شیخ سعیبؒ کو ڈھائی سو اشرفیاں جو اسی وقت گجرات سے نذرانہ میں آئی تھیں مرحمت فرمائیں اور بڑی منت و سماجت سے عرض کیا کہ اگرچہ یہ حقیر ہدیہ اس لائق نہیں ہے۔ مگر چونکہ غیب سے آیا ہے اس لئے بے عیب ہے۔ پھر شیخ صاحب کو چند روز اپنے ہاں مہمان رکھا۔ اور جب وہ جانے لگے تو حضرت نے باباصاحب کی خدمتِ اقدس میں آداب و تسلیم اور شوق قدمبوسی عرض کر کے رخصت کیا۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت محبوب الٰہیؒ اپنے پیرومرشد حضرت باباصاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ باباصاحب کی ڈاڑھی میں سے ایک بال ٹوٹ کر گر پڑا۔ آپ نے فوراً اسے اٹھا کر بوسہ دیا۔ اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں اس موئے مبارک کو بطور تبرک اپنے

پاس رکھوں اور اپنی جان سے زیادہ حفاظت کروں۔
حضرت بابا صاحب نے یہ سنکر اجازت دیدی۔ اس کے
بعد حضرت اس موئے مبارک کو نہایت ادب و احترام کیساتھ
ایک کپڑے میں لپیٹ کر دہلی میں آئے۔ جب کسی شخص کو کوئی
بیماری لاحق ہوتی۔ تو آپ اسے بطور تعویذ دیا کرتے تھے۔
اور تندرست ہو جانے کے بعد واپس لے لیتے۔ مگر اس میں
یہ عجیب کرامت تھی کہ جب کسی بیمار کی زندگی نہ ہوتی۔ تو وہ
غائب ہو جاتا تھا۔ اور باوجود تلاش و جستجو کے نہیں ملتا تھا۔
چنانچہ ایک مرتبہ حضرت کے ایک دوست مولانا تاج الدینؒ
اپنے لڑکے کیلئے تعویذ لینے آئے۔ حضرت نے وہ موئے مبارک
کا تعویذ طاق میں تلاش کیا مگر وہ نہیں ملا آخر آپ نے مولانا
کو جواب دیدیا۔ چنانچہ چند روز کے بعد وہ لڑکا فوت ہو گیا
اس واقعے کے بعد ایک اور شخص حضرت کی خدمت اقدس
میں آیا۔ اور آپ نے طاق میں تعویذ تلاش کیا تو وہیں
موجود پایا۔ آپ نے اس آدمی کو دیدیا۔ اور جب وہ اچھا
ہو گیا۔ تو اس نے وہ تعویذ واپس کر دیا۔ یہ حضرت کے
پیر و مرشد کے موئے مبارک کا تصرف تھا اور اس کی ایسی

یہ برکت بھی کہ بہت سے بندگانِ خدا کو اس سے فیض حاصل ہوا۔
روایت ہے:۔ کہ ایک مرتبہ حضرت محبوب الہیٰ نے اپنے
پیر و مرشد حضرت بابا صاحبؒ کا عرس کیا، تو بادشاہِ وقت
قطب الدین مبارک شاہ خلجی نے جو حضرت سے بہت عداوت
اور حسد رکھتا تھا، اپنے شہر اور گرد و نواح میں منادی کردی
کہ کوئی شخص حضرت محبوب الہیٰؒ اور ان کے مریدوں کے ہاتھ
سودا فروخت نہ کرے اور نہ انہیں کچھ نذر و نیاز ہی دے۔
تاکہ میں دیکھوں کہ وہ عرس کا سامان کہاں سے کرتے ہیں چنانچہ
جب عرس شروع ہوا۔ تو بے شمار غریب و مسکین اور درویش
آگئے۔ پہلے مجلس ہوتی رہی جب فارغ ہوئے اور کھانا تقسیم
کرنے کا وقت آیا۔ تو دیکھا کہ چند کشتیاں بھری ہوئی نہایت عمدہ
کھانوں کی دریا میں چلی آرہی ہیں۔ جب خانقاہ کے قریب آئیں
تو حضرت نے خادموں کو حکم دیا۔ کہ ان کشتیوں میں سے سب کھانا
اتارلو اور اہل عرس کو تقسیم کردو۔ چنانچہ آپ کے خادموں نے
کشتی میں سے کھانا اتارا اور اہل مجلس کو بوری قابوں میں تقسیم
کیا۔ اس کے بعد وہ چند قابیں بادشاہ کے پاس بھیجیں۔ وہ ان
قابوں اور کھانوں کو دیکھکر بہت حیران اور شرمندہ ہوا۔

کیونکہ اس نے تمام عمر ایسا لذیذ کھانا نہیں کھایا تھا۔

روایت ہے۔ کہ حضرت محبوب الٰہیؒ ہر وقت یادِ الٰہی میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے اور دنیا اور اہل دنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ آپ کے ہاں بے حد فتوحات آتی تھی مگر آپ سب غربا و فقرا کو تقسیم کر دیتے تھے۔ خود فاقہ کیا کرتے تھے۔ یا کبھی کبھی افطار کے بعد آدھی پونی روٹی تناول فرما لیتے تھے۔ اور زیادہ تر گریہ وزاری میں مصروف رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے بچشم پرآب ہو کر فرمایا کہ یہ سب حضرت بابا صاحبؒ کا تصرف ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ "اے نظام! میں نے تیرے لئے دین کے ساتھ تھوڑی سی دنیا بھی طلب کی ہے۔ مگر تجھے دنیا سے کوئی نقصان نہیں پہنچیگا۔ (دنیا تیرے دل پر مطلق اثر نہیں کریگی!)

"سیر الاولیا" شریف سے روایت ہے:۔ کہ جب خدائے تعالےٰ نے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کو تمام عالم اور عالمیان میں شہرت و جلوہ گری عنایت فرمائی۔ تو آپ کی عظمت اور فضیلت و کرامت کی دھوم آسمان تک پہنچی، بے شمار آدمی اور بہت سے علما، فضلا، بڑے بڑے امرا اور سلاطین حضرت کے حلقہ بگوش اور معتقد ہو گئے۔ آپ کی شان مبارک میں یہ "مثنوی"

مشہور ہے:۔ ؎

قبلۂ خسروان روئے زمین ہفت کشور ہمیشہ زیر نگین

تاج شاہاں زخاک درگہہ تو سروراں خاک گشتہ درِرہ تو

درگہہ تست آسمانِ دگر،

ماہ و خورشید پاسبانش نگر

چنانچہ جب حضرت کی عظمت و شان عالمگیر ہوئی۔ تو حضرت کے بعض حاسدوں نے بادشاہ کو بہکا سکھاکر حضرت کو تکلیف دینی چاہی اور علاؤ الدین خلجی سے کہا "کہ حضرت سلطان المشائخ اس وقت مقتدائے عالم بنے ہوئے ہیں۔ لوگ ان کے اسقدر معتقد ہیں کہ ان کے در کی خاک کو اپنے سر کا تاج سمجھتے ہیں۔ بیشمار آدمیوں کو وہ روپیہ کپڑا اور لنگر تقسیم کرتے ہیں۔ سارا ملک ان کے ہاتھ میں ہے۔ ہم کو اندیشہ ہے۔ کہ کہیں بادشاہ کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے کیونکہ بعض لوگوں نے اسی چالاکی سے سلطنت حاصل کی ہے"۔ یہ سنکر بادشاہ نے جو بڑا دور اندیش اور عقلمند تھا۔ حضرت کا ارادہ معلوم کرنے کے لئے یہ آزمائش کی۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضرت دنیا اور امور مملکت کی طرف کچھ رغبت رکھتے ہیں یا نہیں۔ چنانچہ اس نے حضرت کو یہ عریضہ لکھا:۔

کہ یا حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رح! آپ تمام عالم کے
مخدوم ہیں۔ اور دین و دنیا کی جس کو جو حاجت ہوتی ہے وہ آپکی
عنایت و برکت سے پوری ہوتی ہے۔ حق تعالےٰ نے مملکت دنیا
کا انتظام مجھ بندۂ ناچیز کے ہاتھ میں دیا ہے۔ لہٰذا میں امیدوار
ہوں کہ جب مجھے امور مملکت میں کوئی دشواری ہو، تو آپکی
خدمت اقدس میں پیش کروں تاکہ آپ ایسی تدبیر بتائیں کہ
جس میں سلطنت اور بندہ کی جان کی خیریت ہو، اور بندہ اُسے
اپنی بہتری و برتری کے واسطے بجالانے کی کوشش کرے ؎

تا کمر خدمت تو بر نہ بست   چرخ بخورشید نشد تاجور

پس اس کے متعلق چند باتیں لکھتا ہوں تاکہ حضور اپنی قلم
مبارک سے ہر ایک بات کا جواب اس کے نیچے تحریر فرمائیں

؎ آسائشِ خلائق و آرائشِ جہاں   در طلعتِ مبارکِ و رائے متین است

جب یہ عریضہ تیار ہو گیا تو بادشاہ نے اسے اپنے لاڈلے
بیٹے خضر خاں کے ہاتھ جو حضرت محبوب الٰہی رح کا مرید و معتقد تھا
حضرت کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ خضر خاں نے حاضر ہو کر
قدمبوسی کی اور پھر وہ عریضہ شاہی پیش کیا۔ خضر خاں کو اس
واقعہ کی کچھ خبر نہیں تھی۔ جب اس نے حضرت کے دست مبارک

میں عریضہ دیا۔ تو آپ نے اُسے ملاحظہ نہیں فرمایا۔ بلکہ فوراً
حاضرین سے کہا کہ ہم بادشاہ کی سلامتی کے لئے غائبانہ دُعا
کرتے ہیں۔ پھر حضرت نے اس واقعہ کی اصل نوعیت سے بذریعہ
کشف مطلع ہو کر فرمایا:۔ "کہ میں درویش ہوں۔ مجھے بادشاہوں
سے کیا سروکار ہے۔ شہر سے باہر ایک گوشہ میں پڑا ہوں۔
اور بادشاہ و جملہ مسلمانوں کے لیئے دعا گوئی میں مشغول ہوں
اگر اس قسم کی بات بادشاہ نے پھر مجھ سے کہی تو میں یہاں سے
فوراً چلا جاؤں گا۔۔۔۔۔ اَرضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ" (خدا کی زمین
کشادہ ہے۔) خضر خاں نے جب یہ جواب بادشاہ کو سنایا
تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور کہا کہ یہ تو میں پہلے ہی جانتا تھا
کہ حضرت کو دنیا داری سے کچھ نسبت نہیں ہے۔ مگر دشمنوں
نے چاہا تھا کہ مجھے "مردانِ خدا" کے مقابل ڈالیں۔ تاکہ ملک و
سلطنت اور میرے خاندان کی تباہی و بربادی کا باعث ہو۔
اس کے بعد بادشاہ نے حضرت کی خدمت میں بہت معذرت و
معافی چاہی اور کہلا بھیجا کہ میں تو مخدوم کا ایک ادنیٰ خادم و
معتقد ہوں۔ یہ بیشک مجھ سے قصور ہوا ہے۔ اب آپ مجھے
اجازت دیں کہ میں حاضرِ خدمت ہو کر قدمبوسی کی سعادت حاصل

کروں!" یہ سنکر حضرت نے جواب دیا۔ کہ یہاں آنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ میں "دعائے غیبت" میں مشغول ہوں اور غائب کی دعا بہت اثر رکھتی ہے۔ مگر بادشاہ نہ مانا اور حاضری کے واسطے مکرر درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ بادشاہ سے کہدو:۔ "کہ میری خانقاہ کے دو دروازے ہیں۔ اگر بادشاہ ایک دروازہ سے داخل ہوگا تو میں دوسرے دروازہ سے نکل جاؤنگا!"

الغرض سلطان علاؤالدین خلجی نے بڑی کوشش کی کہ وہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی زیارت سے مشرف ہو۔ مگر حضرت نے اجازت نہیں دی۔ آخر بادشاہ نے پختہ ارادہ کرلیا کہ "میں بغیر اطلاع کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوجاؤں" اور حضرت امیر خسروؒ طوطی ہند شاعر سے جو اُسکے مصحف بردار تھے۔ اور حضرت محبوب الٰہیؒ کے محبوب و خاص مرید و خلیفہ تھے، تذکرہ کیا۔ حضرت امیر صاحب بہت متفکر ہوئے۔ کہ اگر اس بات کی حضرت محبوب الٰہیؒ کو اطلاع نہیں دیتا۔ تو ضرور آپ ناراض ہونگے کیونکہ باوجود معلوم ہونے کے میرا حضرت کو خبر نہ کرنا سخت بے ادبی ہے، اور اگر میں

حضرت کو خبر کر دیتا ہوں تو بادشاہ سخت ناراض ہوگا اور جان کا اندیشہ ہے"۔ آخر حضرت امیر خسروؒ صاحب نے اپنی جان پر کھیل کر حضرت کو مطلع کر ہی دیا۔ کہ کل بادشاہ خفیہ طور پر خدمت عالی میں حاضر ہوگا۔ یہ سنتے ہی حضرت محبوب الٰہی اجودھن شریف کو روانہ ہوگئے۔ جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا۔ تو اس نے حضرت امیرؒ صاحب سے کہا "کہ تم نے میرا راز فاش کر دیا" اور سخت ناراض ہوا۔ حضرت امیر خسروؒ نے فرمایا:۔ کہ بادشاہ کی ناراضگی سے جان کا خوف ہے اور حضرت شیخ کی ناراضگی سے ایمان کا خوف ہے۔ اس لئے مجھے ایمان کے لئے جان کی کوئی پرواہ نہیں ہے"۔ بادشاہ بہت عقلمند اور سنجیدہ تھا۔ اس لئے حضرت امیر صاحب کے اس جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور موتیوں کا ایک تھا آپکو دیدیا۔

حضرت امیر خسروؒ صاحب نے حضرت محبوب الٰہی کی شان میں کیا خوب بیت ارشاد فرمائی ہے:۔

در حجرۂ فقر بادشاہے	در عالم دل جہاں پناہے
شاہنشہ بے سر و بے تاج	شاہانش بخاکپائے محتاج

(امیر خسرو)

حضرت امیر خسروؒ نے اپنا سارا مال و متاع اپنے پیر حضرت محبوب الٰہی کی نعلین مبارک پر قربان کر دیا!

امیر خسروؒ ذی جاہ شیدائے نظام الدینؒ
فدائے راہِ حق و محرمِ اسرار و باتمکین
کسی جا تھے فروکش مع منال و لشکر عالی
طبیعت پر مگر افسردگی تھی اور بے حالی
قدومِ پاکِ مرشد سے جدا تھے رنج اسکا تھا
حقیقت میں یہ سارا عیش و راحت غم کا نقشہ تھا
یکایک خوش ہوئے اور اسطرح لوگوں سے فرمایا
ہوا کا آج جھونکا بوئے مرشد کس طرح لایا
غلاموں نے کہا حضرت یہاں پر اک مسافر ہے
اسی کی ذات سے وابستہ شاید یہ کوئی سِر ہے
سخن سنتے ہی اٹھ بیٹھے امیر خسرو خوش خو،
چلے اس سمت آتی تھی جدھر سے پیر کی خوشبو
یکایک اک مسافر خستہ تن انکو نظر آیا
اور اس سے اسطرح سے خسروؒ عالی نے فرمایا

میاں اتنا بتا دو آخرش کس جا سے آتے ہو
بطور تحفہ اپنے ساتھ تم کیا چیز لاتے ہو؟
مسافر نے کہا سرکار میں دہلی سے آتا ہوں
وہاں سے کفش محبوب الٰہیؒ ساتھ لاتا ہوں
ملی ہے یہ متاع خاص محبوب الٰہیؒ سے
بچالیگی سپر بن کر یہی مجھکو تباہی سے
اٹھا آنکھوں میں اک طوفانِ گریہ رو پڑے خسروؒ
مسافر سے یہ فرمایا کہ تم اس کو بیچتے بھی ہو؟
یہ میرا جتنا مال و زر ہے سب میں تمکو دیتا ہوں
عوض میں کفش محبوب الٰہیؒ صرف لیتا ہوں!
مسافر ہو گیا راضی وہ سارا مال و زر لیکر
چلے خسروؒ بھی کفشِ پاک کو بالائے سر لیکر
مئے الفت سے پڑتے تھے قدم لغزیدہ لغزیدہ
چلے وہ پیر کی جانب مگر ترسیدہ ترسیدہ
بالآخر سامنے آ ہی گئے محبوب یزداں کے
بایں صورت کہ کفش پاک اپنے سر سے باندھے تھے
تبسم آ گیا روئے شہنشاہ طریقت پر

اٹھا دل میں خوشی کا جوش خسرو کی محبت پر
یہ فرمانے لگے گو دے کے کل ساماں خریدی ہے
مگر خسروؒ یہ میری کفش تو ارزاں خریدی ہے
اسے کہتے ہیں عشق پیر یہی شانِ مریدی ہے
نجاتِ دائمی کی بس یہی اک راہ سیدھی ہے
ہزار آزادیاں صدقے کہ پابند غلامی ہوں
خدا کا شکر ہے بہزاد مضطر میں نظامی ہوں
(از بہزاد نظامی لکھنوی)

روایت ہے:۔ کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خانقاہ شریف کے بالا خانے پر تشریف رکھتے تھے اور حضرت امیر خسرو بھی حاضر تھے۔ سامنے دریائے جمنا کے کنارے کچھ ہندو "اشنان" (غسل) کر رہے تھے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے انہیں دیکھکر فرمایا:۔

"ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے"

یہ سنتے ہی حضرت امیر خسروؒ نے آپ کی کلاہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا (جو اُس وقت ذرا ٹیڑھی تھی)

"من قبلہ راست کردم بر سمتِ کجکلاہے"

روایت: حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد کیلوکھڑی میں جمعہ کی نماز کے لیئے جا رہا تھا۔ سخت گرمی کا موسم تھا اور بہت تیز لو چل رہی تھی میں روزہ سے تھا اور مجھے گرمی کی شدت کی وجہ سے چکر آگیا۔ اس لئے میں ایک دکان میں بیٹھ گیا اس وقت میرے دلمیں یہ خیال آیا۔ کہ اگر آج سواری موجود ہوتی۔ تو میں اس پر سوار ہو کر چلا جاتا۔ بس فوراً شیخ سعدیؒ کا یہ شعر مجھے یاد آیا:۔ ؎

"تا قدم از سر کنیم در طلب دوستاں   راہ بجائے نبرد ہر کہ با قدام رفت"

میں نے اس خیال سے توبہ کی اور پھر پیدل جامع مسجد کو چلا گیا۔ اس واقعہ کے تیسرے روز حضرت نور الدین ملکیار پرانؒ کے ایک خلیفہ میرے لئے ایک گھوڑی (ہدیہ) لیکر آئے اور کہا کہ اسے قبول فرمایئے۔ میں نے کہا کہ ہم درویش ہیں ہم سے کس طرح گھوڑی لے لوں! کہنے لگے۔ کہ آج تیسری شب ہے۔ کہ میرے پیر و مرشد شیخ ملکیار پرانؒ نے مجھ سے خواب میں فرمایا ہے۔ کہ شیخ نظامؒ اولیاء کو ایک گھوڑی ہدیۃً دیدو!" میں نے ان سے کہا:۔ "کہ تمہارے شیخ نے تو تمہیں

حکم دیا ہے اگر میرے شیخ بھی فرماتے تو میں ضرور قبول کرلیتا۔ یہ سنکر وہ درویش واپس چلے گئے۔

تیسرے روز وہ پھر گھوڑی لائے۔ اور عرض کیا:۔ "کہ میرے شیخ نے بہ تاکید یہ حکم دیا ہے۔ کہ آج صبح تم یہ گھوڑی ضرور شیخ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں پیش کردو اور وہ اسے قبول کرلیں گے۔ کیونکہ ان کے شیخ حضرت بابا فریدؒ نے انہیں اشارہ فرمادیا ہے۔ آخر میں نے اس گھوڑی کو ہدیۂ غیبی سمجھکر قبول کرلیا، پھر اس دن سے میرے ہاں سواریوں کی کوئی کمی نہیں رہی، اور میں نے وہ گھوڑی اپنے بھانجہ شیخ محمدؒ کو دیدی۔

روایت:۔ کہ ایک مرتبہ حضرت محبوب الٰہیؒ اپنے پیرو مرشد کے شیخ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے مزار شریف پر زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ جب زیارت سے فارغ ہوئے اور واپس آنے لگے۔ تو دریا کے کنارے آپ نے دیکھا۔ کہ میر حسن علی سنجریؒ شاعر "ارباب نشاط" کے ہمراہ شراب نوشی میں مشغول ہیں۔ جب انہوں نے حضرت کو دیکھا تو بہت شرمندہ ہوئے۔ اور یہ بیت پڑھی:۔

سالہا باشد کہ باہم صحبتیم | گر ز صحبت ہا اثر بودے کجاست
زہد تاں فسقِ از دل ما کم نہ کرد | فسق ما محکم تر آں زہد شماست

یہ رباعی سنکر حضرت نے فرمایا "کہ صحبت میں بہت اثر ہے"
یہ فرماتے ہی میر حسن پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ دوڑ کر اپنا سر
حضرت کے قدموں پر رکھدیا۔ اور اسی وقت توبہ کر کے سب
شیشہ وساغر دریا میں پھینکدیے۔ اس واقعہ کے بعد آپ
نے حضرتِ محبوب الٰہیؒ کی بہت خدمت واطاعت کی اور
حضرت کی عنایت وکرم سے سعادت دارین حاصِل کرلی
اس واقعہ کے متعلق میر حسن نے ایک شعر کہا ہے۔ اور آپ اسے
اکثر پڑھا کرتے تھے :۔

اے حسنؔ توبہ آں زماں کردی | کہ ترا طاقت گناہ نماند

حضرت امیر حسن علی سنجریؒ بڑے مشہور اہل کمال شاعر ہوئے
ہیں۔ آپ نے حضرت محبوب الٰہی کی شان میں ایک بے نظیر
کتاب "فوائد الفواد" لکھی ہے۔ جو حضرت کے حالات وملفوظات
کی بڑی مشہور مستند کتاب ہے۔ آپ نے حضرت محبوب الٰہی
کی ارادت وخلافت حاصِل کرکے ایسا فیض اٹھایا کہ آپ ولی
کامل ہوگئے۔

روایت ہے۔ کہ ایک شخص حضرت محبوب الٰہیؒ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ اور اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ کیا اچھا ہو اگر حضرت سلطان المشائخ مجھے اپنا "اُکش" (جھوٹا کھانا) عنایت فرمائیں! چنانچہ جب وہ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو حضرت نے "بذریعہ کشف" اس کے دل کا حال معلوم کر کے فرمایا۔ کہ لو تم میرا یہ جھوٹا پان ہی کھا لو۔ یہ اس "اُلش" سے بڑھکر ہے"۔ یہ سنکر وہ شخص بہت خوش ہوا۔ اور آپ کی کرامت کا قائل ہو گیا۔

روایت ہے:۔ کہ ایک شخص شمس الدین بزاز حضرت محبوب الٰہیؒ سے سخت دشمنی رکھتا تھا۔ وہ مالدار تھا۔ اور شراب نوشی کی اسے بہت عادت تھی۔ ہر وقت شراب کے نشہ میں مست رہتا تھا۔ ایک روز اتفاق سے وہ سبزی منڈی کے قریب سے گذرا۔ اور دریا و سبزہ زار دیکھکر وہیں بیٹھ گیا۔ اور شراب پینی چاہی۔ تو اس نے دیکھا حضرت محبوب الٰہی قریب ہی کھڑے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے منع فرما رہے ہیں۔ "کہ شراب مت پی"! یہ دیکھکر اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے فوراً اپنا شیشہ و پیمانہ توڑ ڈالا۔ اور صدق دل سے توبہ

کرکے حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔
پہلے قدمبوسی کرکے معافی چاہی اور پھر سارا واقعہ عرض کیا
حضرت نے فرمایا کہ جس کا نصیب یاور ہوتا ہے۔ اس کو ایسا
ہی معاملہ پیش آتا ہے!" اس کے بعد وہ شخص حضرت کے دستِ
مبارک پر بیعت سے مشرف ہوا۔ اور سعادت ابدی حاصل کی
روایت ہے۔ کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ
کی خانقاہ شریف میں مجلس "سماع" گرم تھی۔ کہ ایک صوفی آیا
اور اس نے سماع سے متاثر ہو کر آہ کی۔ بس فوراً اس کے جسم
میں آگ لگ گئی۔ اور وہ جلکر خاک ہو گیا۔ اس وقت حضرت
محبوب الٰہی پر حالت وجد طاری تھی۔ جب آپ کو ہوش آیا۔
تو آپ نے اہل مجلس سے دریافت کیا کہ یہ خاک کیسی ہے؟
حاضرین نے عرض کیا۔ کہ حضور ایک صوفی نے آہ کی تھی۔
اس کے بدن میں آگ لگی اور وہ جل کر خاک ہو گیا۔ یہ اسی
کی راکھ ہے۔ یہ سنکر حضرت نے پانی طلب کیا۔ اور اس راکھ
پر چھڑکا۔ بس فوراً وہ صوفی زندہ ہو گیا۔ آپنے اس سے
فرمایا۔ کہ ابھی تم میں خامی ہے۔ جب تک پختہ نہ ہو جاؤ میری
مجلس میں نہ آنا"

روایت ہے کہ چند آدمی حضرت محبوب الٰہی کی زیارت کے واسطے روانہ ہوئے۔ بازار سے سب نے حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے تحفے تحائف خریدے۔ مگر ایک شخص نے اپنے دل میں سوچا۔ کہ اتنے پیسے کیوں خرچ کئے حضرت محبوب پاک رح ہر تحفے کو کیا دیکھیں گے۔ سب ساتھ پیش ہو نگے۔ اور پھر خادم اٹھا کر لیجائینگے"۔ یہ سوچکر اس شخص نے تھوڑی سی خاک ایک کاغذ میں باندھ لی۔ جب یہ سب لوگ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور قدمبوسی کرنے کے بعد اپنے تحفے حضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ اور پھر خادموں نے وہ تحفے اٹھانے چاہے۔ تو حضرت محبوب پاک نے فرمایا۔ کہ اس کاغذ کو یہیں رکھا رہنے دو۔ اس میں میری آنکھوں کے لئے "سرمہ شریف" ہے! یہ سنکر وہ آدمی بہت شرمندہ ہوا۔ اور حضرت سے اپنے قصور کی معافی مانگی۔ حضرت نے اسے معاف کر دیا اور پھر بڑی شفقت وعنایت فرمائی۔

روایت ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رح اکثر اپنے پیر و مرشد بابا فرید گنجشکر رح کے شیخ حضرت خواجہ قطب صاحب کے مزار

شریف پر زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ
جو آپ تشریف لے گئے تو آپ کے دلمیں خیال آیا۔ کہ میرے
آنے کی خبر حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کو بھی ہوتی ہے یا
نہیں!" اس کے بعد حضرت نے مراقبہ کیا۔ تو دیکھا کہ حضرت
خواجہ قطب صاحب مزار مبارک کے قریب کھڑے ہوئے ہیں
اور زبان مبارک سے یہ شعر ارشاد فرمارہے ہیں:۔

"مرا زندہ پندار چوں خویشتن ۔۔۔ من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن"

رِوایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ
محبوب الٰہیؒ نے اپنے مرید و خلیفہ حضرت قاضی محی الدین کاشانی
کو ازراہِ شفقت و عنایت ایک کمبل عنایت فرمایا۔ قاضی صاحب
نے وہ کمبل اپنے سر پر رکھا اور اپنے گھر میں لاکر بڑے ادب
واحترام کے ساتھ رکھدیا۔ اس کمبل میں سے بڑی عمدہ خوشبو
آتی تھی۔ قاضی صاحب نے خیال کیا کہ یہ خوشبو عارضی
ہے اور کسی عطر وغیرہ کی ہے۔ لیکن ایک مدت کے بعد جب
قاضی صاحب نے اس کمبل کو پھر دیکھا تو خوشبو بدستور
آرہی تھی۔ یہ دیکھکر وہ بہت حیران ہوئے۔ اور آزمائش
کے لیے قاضی صاحب نے اس کمبل کو خوب پانی سے دھویا

اور دھوپ میں سکھایا۔ مگر خوشبو نہیں گئی۔ بلکہ اور زیادہ ہو گئی۔ آخر قاضی صاحب نے یہ بات حضرت محبوب الٰہیؒ سے عرض کی، حضرت محبوب الٰہی نے بچشم پرنم ہو کر فرمایا۔ "کہ اے قاضی! یہ بوئے محبت ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو عنایت فرماتا ہے یہ خوشبو پھولوں کی نہیں ہے۔ بلکہ کوئے یار کی خوشبو ہے! اس کے بعد وہ کمبل قاضی صاحب نے بڑی حفاظت سے رکھا اور وہ خوشبو اس میں ہمیشہ قائم رہی۔

روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت قاضی محی الدین کاشانیؒ بہت سخت بیمار ہوئے۔ اور حضرت محبوب الٰہیؒ انکی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت قاضی صاحب بے ہوش تھے اور کسی کو شناخت نہیں کر سکتے تھے، ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے قریب جاکر اپنا دست مبارک قاضی صاحبؒ کے منہ پر ملا۔ بس اسی وقت ان کو ہوش آگیا اور وہ بالکل تندرست ہو گئے اور پھر مدت تک زندہ رہے۔

روایت ہے۔ کہ ایک شخص اپنے وطن سے حضرت

محبوب الٰہیؒ کی زیارت کو روانہ ہوا۔ جب شہر "بوندی" پہنچا۔ تو وہاں ایک بزرگ شیخ مومنؒ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اب تم کہاں جاؤ گے؟ اس نے کہا۔ کہ میں حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت اقدس میں جا رہا ہوں۔ یہ سنکر انہوں نے کہا۔ کہ جب تم وہاں پہنچو تو

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں میرا اسلام کہدینا۔ اور یہ کہنا کہ وہ شخص ہر شب جمعہ کو "کعبہ شریف" میں آپ سے ملتے ہیں۔ بس وہ اس بات سے مجھے پہچان لینگے"! چنانچہ جب وہ شخص حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو ان درویش کا سلام عرض کیا اور کہا کہ وہ شخص ہر شب جمعہ کو "کعبہ شریف" میں آپ سے ملتے ہیں آپ نے رنجیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ وہ درویش عزیز ہے۔ مگر زبان بند نہیں رکھتا"!

روایت ہے:۔ کہ جب حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کی عظمت و شہرت عالمگیر ہوئی۔ تو ایک روز "اہل مکہ" نے کہا کہ:۔ افسوس ہے، مولانا نظام الدینؒ نے اب تک حج ادا نہیں کیا! اُس وقت وہاں وہ بزرگ

موجود تھے، جو چالیس سال تک "خانہ کعبہ" کے خادم رہ چکے تھے۔ انہوں نے یہ سنکر کہا کہ غلط ہے! "نظام الدین اولیاء ہمیشہ اول وقت نماز فجر خانہ کعبہ میں پڑھا کرتے ہیں"۔ اس بات کا شہرہ مکہ شریف میں بہت ہوا، حتیٰ کہ دہلی کے حجاج نے بھی سنا اور واپس آکر حضرت کے مریدان سے بھی تذکرہ کیا، مگر حضرت محبوب الٰہیؒ کی عظمت اور رعب کی وجہ سے کوئی آپ سے کچھ دریافت نہیں کرسکتا تھا۔ ایک روز حضرت محبوب الٰہیؒ اپنی خانقاہ کے حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ اور ایک مرید حجرے کے دروازہ پر پانی کا لوٹا وضو کیواسطے لے کھڑا تھا۔ جب حضرت کو زیادہ دیر ہوگئی تو وہ یہ سمجھا۔ کہ حضرت بالاخانے پر ہونگے۔ یہ سوچکر وہ حجرے میں گیا۔ لیکن حضرت وہاں نہیں تھے۔ پھر وہ چھت پر گیا۔ مگر حضرت محبوب الٰہیؒ وہاں بھی موجود نہیں تھے۔ یہ دیکھکر وہ بہت حیران ہوا۔ اور پھر واپس آکر بدستور حجرے کے دروازہ پر کھڑا ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے حجرے میں سے آواز دی۔ اسی اثنا میں اور مرید بھی آگئے۔ اس مرید نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا۔ کہ میں حضور کو حجرے میں اور بالاخانے پر بھی تلاش کر آیا تھا۔ مگر حضور

موجود نہیں تھے۔ پھر جب میں حجرے کے باہر آکر کھڑا ہوا۔ تو تھوڑی دیر میں حضور نے مجھے یاد فرمایا۔ مجھے یقین ہے کہ حضور صبح کی نماز پڑھنے کے لئے "خانۂ کعبہ" تشریف لے گئے تھے۔ اس کے بعد اور دوسرے مریدوں نے بھی دہلی کے "حجاج" سے جو کچھ سنا تھا، وہ سب عرض کیا۔ اس پر حضرت نے تبسم پر آب ہو کر فرمایا:۔ "کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ مگر یہ رحمتِ پروردگار ہے۔ صبح کے وقت ایک سانڈنی غیب سے نمودار ہوتی ہے۔ اور مجھے سوار کر کے کعبہ شریف پہنچا دیتی ہے۔ اور جب میں نماز سے فارغ ہوتا ہوں تو پھر وہی مجھے خانقاہ میں پہنچا دیتی ہے"!

روایت۔ ایک دفعہ ایک شخص ایک بڑے کامل بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت میں بڑی جستجو کرتا ہوں مگر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میرے بیوی بچوں کو اور مجھے کئی کئی وقت کے فاقے ہوتے ہیں۔ کشائش رزق کے لیے دعا فرمایئے۔ ان بزرگ نے فرمایا میں کیا کروں تیری قسمت میں کچھ بھی نہیں ہے عمر بھر بھوکا مریگا۔ وہ شخص یہ سنکر بہت رنجیدہ ہوا اور حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت میں روتا ہوا حاضر

ہوا۔ اور عرض کیا یا حضور آپکا نام سن کر آیا ہوں در در کی ٹھوکریں کھا چکا اب تو مجھے کچھ عنایت کیجئے۔ حضرت کو اس کی حالت پر بڑا ترس آیا آپ نے اپنے خادم سے پوچھا کہ کچھ ہو تو لا دو۔ خادم نے کہا حضور سب کچھ آپ کے فرمان کے مطابق فقیروں کو اور غریبوں کو تقسیم کیا جا چکا ہے صرف ایک دبلی سی بکری باقی ہے حضرت نے وہ بکری منگائی اور متبسم ہو کر اس شخص کو دیدی اور فرمایا کہ دیکھو اس بکری کو بڑی احتیاط سے رکھنا فقیر کی چیز کی خدمت کرو خدا فضل کریگا وہ شخص بکری لیکر گھر آیا اور گھر کے ایک کونے میں باندھ دیا۔ دن بھر وہ بکری بھوکی بندی رہی گھر میں آدمیوں کو بھی کچھ میسر نہ ہوا۔ بکری کو کہاں سے ملتا۔ بکری نے بھوک سے چیخنا شروع کیا اس شخص کی بیوی نے کہا دیکھنا حضرت کی دی ہوئی بکری ہے جنگل سے چارا لاکر اس کو کھلا دو۔ شاید خدا حضرت کی بکری کے نصیب سے ہمیں کچھ دیدے۔ یہ سنکر وہ شخص چارا لینے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں بادشاہ کے وزیر کی سواری جا رہی تھی۔ اچانک وزیر کی نظر اس مصیبت زدہ شخص پر پڑی فوراً اس نے اپنے اہلکاروں سے اس شخص کو بلایا۔ اور فرمایا۔ میاں!

تم تو میرے پرانے دوست ہو ہم تم تو مکتب میں ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ تمہارا کیا حال ہے۔ یہ سنکر اس شخص نے سارا حال بیان کیا۔ وزیر اسے اپنے ہمراہ ہاتھی پر بٹھا کر لیگیا اور گھر جا کر اسے بیس روپے دیئے۔ اور کہا کل سے تم ہمارے نوکر ہو وہ شخص بیس روپے لیکر گھر گیا اور دانہ خرید کر بکری کو کھلا یا سارا ماجرا بیوی سے بیان کیا۔ بیوی یہ سنکر بہت خوش ہوئی۔ کئی روز کے بھوکے تھے۔ خدا کا شکر کیا اور کھانا کھایا۔ دوسرے روز پھر وزیر کے ہاں گیا وزیر نے کہا بھئی تم صرف ایک گھنٹہ میرے پاس آکر بیٹھ جایا کرو۔ یہی تمہاری خدمت ہے۔ چلتے وقت وزیر نے بیس روپے اور دیئے۔ اس شخص نے کہا کہ حضور آپ نے تو بیس روپے ماہوار پر مجھے نوکر کیا ہے۔ یہ بیس روپے روز کیسے وزیر نے کہا۔ یہ بھی مصلحت ہے۔ پھر کسی وقت پوچھنا۔ الغرض ایک مہینے تک وزیر بیس روپے دیتا رہا۔ پھر اس نے رفتہ رفتہ زیادہ زیادہ دینا شروع کیا۔ اور پانچ چھ مہینے میں اس شخص کو مالا مال کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وزیر کے دشمنوں نے بادشاہ سے کہا کہ حضور یہ وزیر آپ کا روپیہ لٹاتا ہے فلاں شخص کو اس نے مالا

مال کر دیا۔ یہ سنکر بادشاہ کو بہت غصہ آیا۔ اور اس نے وزیر سے خزانہ کی موجودات مانگی۔ بڑے بڑے منشی حساب داں بلائے گئے اور خزانہ کا حساب کیا گیا۔ جب پڑتال کی گئی تو معلوم ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کم ہے۔ بادشاہ کو اور بھی غصہ آیا اور وزیر سے کہا کہ ایک ہفتہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ سارا روپیہ پورا کردو ورنہ ساری جائیداد ضبط کر کے تمہیں پھانسی دیدی جائیگی۔ وزیر کے ہوش جاتے رہے۔ گھر آن کر خاموش لیٹ گیا۔ شام کو وہ شخص آیا۔ اور وزیر سے سارا حال پوچھا۔ وزیر نے رو رو کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا بھائی میں نے سارا روپیہ تمہیں اپنے پاس سے دیا ہے۔ بادشاہ بدگمان ہو گیا ہے۔ دشمنوں کی سازش ہے۔ اب چند روز کی اور زندگی باقی ہے۔ اس شخص نے کہا لاؤ میں خزانہ کا حساب کردوں۔ وزیر نے کہا کہ اتنے اتنے بڑے بڑے حساب داں منشی تو ٹھیک حساب کر نہ سکے تم کیا کرو گے اس شخص نے بہت اصرار کیا۔ آخر کار وزیر راضی ہو گیا اور بادشاہ کی خدمت میں اسے پیش کیا۔ بڑے بڑے حساب داں اور منشیوں کے سامنے اس نے پڑتال کی خزانے میں بجائے

کمی ہونے کے لاکھوں روپیہ کا اضافہ نکلا۔ بادشاہ اور سارا عملہ حیران رہگیا۔ آخر سب نے اس کی حیرت انگیز قابلیت کو مانا پھر بادشاہ نے وزیر کو خلعت وندر عنایت فرمایا اور اس شخص کو اپنا مصاحبِ خاص بنا لیا۔ بڑی جاگیر دی ہاتھی نشین اور منصب پنج ہزاری پر مقرر کیا ایک روز یہ شخص ہاتھی پر سوار ہوا جا رہا تھا۔ ان بزرگ پر نظر پڑی فوراً ہاتھی سے اتر کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا حضرت آپ تو فرماتے تھے کہ تیری قسمت میں کچھ نہیں ہے تو ہمیشہ بھوکا مر لیگا۔ اب ذرا ملاحظہ فرمایئے میری قسمت پر سب کو رشک ہے تو ان بزرگ کو بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ جا یہاں سے تیری قسمت میں کیا رکھا ہے۔ یہ تو نظام الدین اولیاءؒ کی بکری کا نصیبہ ہے۔ یہ کرامت تو نظام الدین اولیاء ہی کی ہے بکری کے نصیبہ کا پیوند تیرے نصیبہ میں لگا دیا ہے۔ مجھے جوڑ توڑ نہیں آتے یہ سنکر وہ شخص حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قدموں میں گر کر مرید ہو گیا۔ پھر سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا سب خدا کی مہربانی ہے۔ فقیر کی بکری کو اچھی طرح رکھنا۔ اُس روز سے وہ شخص بکری کو جان سے زیادہ

عزیز رکھنے لگا۔ اور ساری زندگی چین سے بسر کی۔
روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ (غیاث پور کی سکونت کے
شروع ایام میں) کسی شخص نے بادشاہ وقت سلطان جلال الدین
خلجی کو خبر دی کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی خانقاہ میں درویشوں کو
فاقہ کشی کی بڑی تکلیف ہے۔ چنانچہ بادشاہ وقت نے حضرت
کی خدمت اقدس میں کچھ نذرانہ پیش کیا۔ اور عرض کر دیا کہ حضور
اگر قبول فرمائیں تو میں اخراجاتِ خانقاہ کے لئے چند گاؤں
وغیرہ مقرر کر دوں تاکہ متوسلینِ خانقاہ کو تکلیف نہ ہو۔
یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ فقیر کو گاؤں جاگیر کی ضرورت نہیں
ہے۔ مگر آپ کے بعض خادمانِ خانقاہ نے عرض کیا کہ حضور
اہل خانقاہ کا فاقہ کشی کے مارے برا حال ہے۔ اگر آپ
اپنے لئے نہ منظور کریں تو دوسرے اہل خانقاہ کے لئے مقرر
فرما دیجئے۔ یہ سنکر حضرت نے اپنے احباب خاص اور ہمراہیوں
سے پوچھا کہ مجھے تمہاری آرام و آسائش کا بہت خیال ہے
میری خانقاہ میں تم سب لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔
بادشاہ نے خانقاہ کے لئے کچھ گاؤں مقرر کرنے کو کہا ہے
اب تمہاری کیا رائے ہے۔ اسے قبول کریں یا نہیں آپکے

پیر بھائیوں نے اور احباب خاص نے فرمایا کہ "اب تو ہم آپکے ہاں مقیم بھی ہیں اور آپ کے ہاں کھانا کھا لیتے ہیں۔ مگر جب آپ گاؤں منظور کرلیں گے۔ تو ہم آپ کے ہاں کا پانی بھی نہیں پئینگے" یہ سنکر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے صرف تمہاری خاطر منظور رہے۔ میں خود گاؤں جاگیر لینی بری سمجھتا ہوں۔ اب رہے دوسرے اہل خانقاہ مریدان و خدام وغیرہ تو مجھے انکی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ چاہے وہ میری خانقاہ میں فقیرانہ زندگی بسر کریں اور چاہے کہیں اور جاکر اپنا کاروبار کریں چنانچہ حضرت نے بادشاہ کے اصرار و درخواست کے باوجود گاؤں جاگیر ہرگز قبول نہیں فرمائی۔

روایت ہے:۔ کہ جب حضرت محبوب الہیؒ کی خانقاہ شریف سے کچھ فاصلے پر دریائے جمنا کے کنارے موضع کیلوکھڑی میں قطب الدین مبارک خلجی نے اپنا نیا شہر آباد کیا۔ تو شہر ور یہ خاندان کے "ایک بزرگ حضرت مولانا رکن الدین فردوسیؒ نے شہر کے قریب اپنی خانقاہ بنائی۔ وہ بزرگ تو بڑے صاف باطن اور خوش اخلاق تھے مگر ان کے لڑکے جو حضرت سے رشک و حسد کرتے تھے بڑے بیہودہ اور گستاخ تھے۔ اُن کا

یہ طریقہ تھا کہ وہ حضرت کی خانقاہ کے سامنے سے دریائے جمنا میں کشتی میں بیٹھکر جاتے تھے۔ اور کشتی میں ناچ گانا اور غل مچاتے تھے۔ جب حضرت کی خانقاہ شریف کے قریب آتے تو چیخ چیخ کر آوازے کستے تھے۔ اور بہت سخت و سست کہا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز حضرت محبوب الہیؒ خانقاہ کے باہر تشریف رکھتے تھے۔ اور وہ لڑکے ناچ گانا کرتے ہوئے کشتی میں گذرے۔ جب انہوں نے حضرت کو دیکھا تو بڑا غل شور مچایا۔ حضرت بہت دنوں سے درگذر کر رہے تھے آخر آپ نے ایک جذبہ کی حالت میں فرمایا۔ "جاؤ! ایک شخص برسوں سے خونِ جگر پیتا ہے اور اپنی جان کھپاتا ہے۔ مگر دوسرے جو ابھی نوجوان ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ تجھ میں کیا ہے۔ جو ہم میں نہیں ہے" اس کے بعد حضرت نے کشتی کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جاؤ! بس پھر جب وہ اپنے گھر پہنچے اور کشتی میں سے اتر کر نہانے لگے۔ تو فوراً دریا میں غرق ہو گئے۔ اور اپنی گستاخیوں کی سزا پالی"۔

روایت ہے:۔ کہ ایک شخص بری نیت سے اپنے کپڑوں میں چھری چھپا کر حضرت کی خانقاہ میں لایا۔ آپ کے مریدوں

کو کچھ شبہ ہوا۔ تو انہوں نے اس کی تلاشی لی اور اسکے
پاس سے چھری برآمد ہوئی۔ پھر اسے حضرت کی خدمت میں
پیش کیا گیا۔ خادم اسے سزا دینی چاہتے تھے۔ مگر حضرت
نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اور کچھ زر و نقد دیکر رخصت کیا۔
اس کے بعد آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا۔ کہ اگر کوئی
تمہارے راستے میں کانٹے ڈالے، تو تم بھی کانٹے ڈالو گے
مگر درویش ایسا نہیں کرتے۔ وہ اچھے سلوک کرنے والے
کے ساتھ تو اچھا سلوک کرتے ہی ہیں مگر برا سلوک کرنے والے
کے ساتھ بھی اچھائی سے پیش آتے ہیں۔ کیونکہ درویش وہی
ہے جس کو لوگوں سے تکلیف نہ پہنچے مگر وہ لوگوں کو نفع اور
آرام پہنچائے۔

"سیر الاولیاء" شریف میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ
محبوب الٰہیؒ ظہر کی نماز کے بعد اپنے مریدان اور احباب کو اجازت
دیتے تھے۔ اور اس وقت جس قدر علماء اور عابد و زاہد
حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ ان میں سے
کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی۔ کہ اپنا سر اونچا کرے۔ اور حضرت
کے چہرے مبارک پر نظر کرے۔ کیونکہ آپ کے چہرہ مبارک پر

ہر وقت تجلّیِ باری تعالےٰ پرتو فگن رہتی تھی۔ اور جو کچھ حضرت محبوب پاکؒ ارشاد فرماتے تھے۔ سب اس کو زمین بوس ہو کر بسر و چشم قبول کرتے تھے۔

اخبار الاخیار سے منقول ہے:۔ کہ حضرت محبوب الٰہیؒ رات کے وقت اپنے حجرۂ مبارک میں تنِ تنہا رہا کرتے تھے۔ اور دروازہ اندر سے بند کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے۔ شب بیداری کی وجہ سے آپ کی آنکھیں سرخ رہتی تھیں۔ اور صبح کے وقت جس شخص کی نظر آپ کے جمال با کمال پر پڑتی تھی۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ حضرت مست اور مخمور ہیں۔ چنانچہ حضرت امیر خسروؒ صاحب نے اس کیفیت کے متعلق یہ شعر فرمایا ہے:۔ ؎

تو شبانہ می نمائی بہر کہ بودی امشب ۔ کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

روایت:۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کے خلیفہ و جانشین حضرت مخدوم روشن چراغ دہلیؒ کے خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کو خدائے تعالےٰ نے دس "قطبوں" کی قوت عنایت فرمائی تھی۔ ہر زمانے میں صرف ایک قطب ہوتا ہے۔ جسکو

غوث بھی کہتے ہیں۔ الغرض حضرت محبوب الٰہیؒ کو حق تعالےٰ
جل شانہٗ نے ایسا اعلےٰ وارفع مرتبہ عنایت کیا تھا۔ جو اور
کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ حضرت محبوب پاکؒ مرتبہ "محبوبیت"
اور "معشوقیت" پر فائز ہوئے تھے۔ اور آپ کے فیض اور
کرامت سے ہزاروں بندگانِ خدا ولی کامل ہو گئے تھے!

سیر الاولیاء شریف میں لکھا ہے:۔ حضرت سلطان المشائخ
نظام الدین اولیاء "محبوب الٰہیؒ" کی ذات مبارک بالکل آپکے
دل کے متابع تھی۔ اور دل روح مظہر کا متابع تھا۔ "روح مظہر"
نے اپنے کمال سے قلب کو جذب کیا۔ اور قلب نے قالب
کو اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ:۔ حضرت محبوب الٰہیؒ
ہمہ تن روح مجسم تھے! حضرت امیر خسروؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

"وجود خواجہ نہ از آب و گل گشتہ مرتب
کہ جانِ خضرؑ و مسیحاؑ بہم شدہ است مرکب"

جوامع الکلم سے منقول ہے:۔ کہ حضرت محبوب الٰہیؒ ارشاد
فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ:۔ چاند نہایت
لطافت اور حسن و جمال کے ساتھ میرے سر پر طلوع ہوا۔ اور
باآواز بلند مجھ سے خطاب کیا:۔

(وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ) یعنی ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر۔ یہ سنکر میں نے شرمندگی کی وجہ سے اپنا سر نیچا کر لیا۔ اور دل میں کہنے لگا۔ کہ یہ خطاب سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے۔ میں بیچارہ غریب اس خطاب کے لائق کہاں ہوں؟ اس کے کے بعد پھر جب میں نے سر بلند کیا تو چاند نے یہی خطاب کیا۔ روایت ہے:۔ کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی فرماتے ہیں:۔ ایک دفعہ میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو حضرت سرور کائنات نے فرمایا:۔ نظام الدین! تم کو خدائے تعالےٰ نے۔۔۔ "مَلِکُ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْن" (یعنی فقیروں اور مسکینوں کے بادشاہ) خطاب دیا ہے۔ یہ سنکر میں نے حضرت سرور عالم کی قدمبوسی کی۔ پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ مِلْکُ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْن ہونا چاہیئے! (فقیروں اور مسکینوں کی ملکیت" بس اسی وقت حضرت نے ارشاد فرمایا:۔ کہ تم۔۔۔ مَلِکُ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْن۔ ہو۔ یہ سنکر میں نے اسی وقت اپنے خیال سے توبہ کی اور ہمیشہ اس خطرہ

کے سبب اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوں"!

ارشاداتِ حضرت محبوب الٰہیؒ

بروایت حضرت امیر خسروؒ طوطیٔ ہند خلیفۂ حضرتِ محبوب الٰہیؒ

روایت ہے کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کی خدمت اقدس میں بہت مریدان و خلفاء حاضر تھے اور حضرت تعلیم و تلقین فرما رہے تھے کہ۔ اس وقت چھ درویش صحن خانقاہ میں آئے۔ اور حضرت محبوب الٰہیؒ کو بغیر آداب و سلام کئے ناچنے لگے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد بیٹھ گئے اور جو منہ میں آیا بکنے لگے حضرت کا پاس ادب مطلق نہیں کیا۔ اور حضرت نے بھی "خُلقِ محمدیؐ" سے ان کے کہنے سننے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ بلکہ ان کے واسطے کھانا منگوایا۔ اور فرمایا کھانا کھانے کے بعد جو کچھ مانگوگے دیا جائیگا"۔ جب حضرت کے مرید اُن درویشوں کے سامنے کھانا لائے۔ تو انہوں نے بہت سخت سست کہا اور وہ کھانا مریدوں سے لیکر پھینک دیا۔ آخر مریدوں نے یہ سارا ماجرا حضرت سے عرض کیا۔ اور حضرت خود کھانا لیکر تشریف لائے۔ اور اُن درویشوں کو "سلام علیک" کیا۔ مگر انہوں نے نہ تو سلام کا

جواب اور نہ کھانا کھایا۔ حضرت ان سے معذرت کرتے
تھے۔ اور وہ بیہودہ گوئی میں مشغول تھے، جب وہ درویش
باز نہ آئے۔ تو حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا یہ کھانا اس کھانے
سے بہتر ہے، جو تم نے "قرن" میں کھایا تھا۔ یہ اس کھانے سے
صد ہزار درجہ اچھا ہے"! بس وہ درویش یہ سنتے ہی حضرت
کے قدموں پر گر پڑے۔ اور کہا آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ ہم
ابھی کھانا کھاتے ہیں۔ ہم نے صرف آپ کو مرد پایا ہے"۔ اس
کے بعد ان درویشوں نے کھانا کھایا اور جب وہ کھانے سے
فارغ ہوئے۔ تو حضرت کے مریدان نے ان سے شرمندگی
کی وجہ پوچھی۔ تو انہوں نے کہا "کہ ایک دفعہ ہم "قرن" کے علاقے
میں سفر کر رہے تھے۔ کئی روز سے بھوکے تھے۔ جب ہمکو کھانے
کو کچھ نہیں ملا اور جان جانے کی نوبت آئی۔ تو ہمیں راستے میں
ایک مرا ہوا اونٹ ملا۔ وہ بالکل سڑ گیا تھا۔ چمڑہ الگ تھا اور
ہڈی و گوشت جدا ہو گیا تھا۔ مجبوراً ہم نے وہی گوشت کھایا۔
یہ ایک راز تھا اور اس راز کی ہمارے سوا کسی کو خبر نہیں تھی۔
مگر حضرت محبوب الٰہیؒ نے بذریعہ کشف یہ حال معلوم کر لیا۔ یہ دیکھکر
ہم نے تسلیم کر لیا کہ یہ مردانِ خدا میں سے ہیں اور ان کے

اخلاق سے معلوم ہو گیا کہ واقعی درویشی یہی ہے!

روایت ہے کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حلقۂ مریدان میں تعلیم و تلقین فرما رہے تھے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عاشق صادق ہر روز صبح اٹھکر یہ دعا مانگا کرتا تھا۔ کہ یا الٰہی! میرا رزق سوائے "بلا" کے اور کچھ نہ کر، کیونکہ تیری نازل کی ہوئی بلا میرے لئے بہترین خوراک ہے"! کسی نے اس سے پوچھا کہ تم یہ کیا عجیب بات کہتے ہو؟ اس نے کہا میرا بیان بالکل صحیح ہے کیونکہ دوست کا امتحان بلا سے ہوتا ہے اگر میں اس کی خواہش نہ کروں تو میں "اہل سلوک" کی راہ میں ثابت قدم نہ ہونگا۔ یہ فرما کر حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے۔ اور یہ رباعی پڑھی:- ؎

ہر جا کہ بلائے تست بر جانم باد | چوں در رضائے تست بر جانم باد
گر بر سرِ عاشقاں بلاہا شد | آں جملہ بلائے تست بر جانم باد!

روایت ہے:- کہ ایک روز تعلیم و تلقین کے وقت حضرت محبوب پاک نے ارشاد فرمایا۔ کہ مومن کے دل کو رنجیدہ کرنا اللہ تعالیٰ کو رنجیدہ کرنا ہے۔ درویش وہ ہے کہ اگر وہ مشرق میں ہو اور مغرب میں دوسرے مسلمان بھائی کو

تکلیف پہنچے تو اسے اس کے رنج کا خیال ہو۔ اور فرمایا کہ جس نے مومن کو تکلیف دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔ اور اور فرمان خداوندی یہ ہے کہ مومن کو ایذا دینے والا خانۂ کعبہ کے انہدام میں شریک ہے (یعنی اس نے خانۂ کعبہ کے توڑنے میں مدد کی ہے۔) پھر آپ نے بدگوئی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ کہ تمام کاموں سے بدتر غمازی ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا۔ اور ایک بھیڑیے کو پکڑ کر اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں لائے۔ اور کہا کہ اس بھیڑیے نے یوسف ؑ کو ہلاک کیا ہے حضرت یعقوب ؑ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے یوسف ؑ کو ہلاک کیا ہے بھیڑیے نے کہا نہیں! پھر حضرت نے پوچھا کیا تو جانتا ہے۔ کہ میرا بیٹا یوسف ؑ کہاں ہے؟ بھیڑیے نے جواب دیا۔ مجھے نہیں معلوم! اگرچہ میں جانور ہوں مگر عیب گوئی اور چغلخوری (غمازی)، نہیں کرتا۔

روایت:۔ ایک روز حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد فرمایا۔ کہ کسی زمانے ایک اعرابی خانۂ کعبہ میں اپنے چند

چھوٹے چھوٹے بچوں کو لیکر آیا۔ اس کے بچے اس قدر بھوکے تھے۔ کہ اُن کے پیٹ کمر سے لگ رہے تھے۔ افلاس کے مارے سب بچے ننگے اور بھوک سے بے جان ہو رہے تھے مجبور ہو کر اس اعرابی نے اپنی جھولی میں پتھر بھر لئے۔ اور غصہ سے خانۂ کعبہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "مجھے اور میرے بچوں کو کھانا دے، ورنہ ان پتھروں سے تجھے توڑ ڈالونگا" وہ یہ کہہ رہا تھا کہ خانۂ کعبہ کی چھت سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا۔ اور ایک ہزار دینار کا توڑا اس اعرابی کو دینا چاہا۔ مگر اس نے نہیں لیا اور کہا کہ میں اس کا کیا کروں؟ مجھے تو دو روٹیاں درکار ہیں"! بس اسی وقت اس اعرابی کو دو روٹیاں مل گئیں۔ اور اس نے خوشی خوشی اپنے بچوں سمیت وہ روٹیاں کھالیں۔ جب وہ فارغ ہوا۔ تو اس سے لوگوں نے کہا کہ تو نے بڑی بیوقوفی کی، ہزار اشرفیوں کا توڑا نہیں لیا اور صرف دو روٹیوں پر قناعت کی۔ یہ سنکر اعرابی نے کہا کہ میرا مقصد زر نہ تھا۔ مقصود نمک تھا۔ کہ روٹی کھا کر حقِ نمک بجا لاؤں۔ یہ بیان فرما کر حضرت رونے لگے اور فرمایا نمک کا بڑا حق ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ حقِ نمک

بجا لائے!۔

روایت:۔ ایک مرتبہ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بہت نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ دنیا میں بہت کم آدمیوں کو یہ نعمت میسر آتی ہے۔ اول یہ کہ خدائے تعالےٰ نے مجھے امت حضرت محمدؐ الرسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں ملتِ حضرت ابراہیم خلیل اللہ میں ہوں۔ تیسرے یہ کہ میں تابع مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہؓ ہوں۔ چوتھے یہ کہ مجھے مسلمان پیدا کیا اور مجھے کلمہ پاک لا الہ الا اللہ محمدؐ الرسول اللہ صدق دل سے کہنے والا بنایا ہے!

روایت:۔ ایک روز حضرت محبوب الٰہیؒ انصاف کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ ایک روز سلطان محمود غزنویؒ انار اللہ برہانہ کو رات کیوقت نیند نہیں آئی۔ اور سلطان بستر پر لیٹے لیٹے تھک گئے۔ آخر غلاموں کو بلایا اور حکم دیا کہ دروازے پر جا کر دیکھو۔ شاید کوئی حاجت مند کھڑا ہو۔ غلاموں نے محل کے باہر آکر دیکھا مگر کوئی موجود نہیں تھا۔ بادشاہ سے آکر عرض کیا کہ

حضور باہر کوئی حاضر نہیں ہے۔ مگر سلطان کو اطمینان نہیں ہوا اور وہ خود اٹھ کھڑے ہوئے۔ باہر تشریف لائے تو کسی کو موجود نہ پایا۔ محل کے قریب ایک مسجد تھی۔ وہاں گئے تو دیکھا کہ ایک شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے: کہ "یا الٰہی! میرا انصاف سلطان محمودؒ سے کرا دے"۔ یہ سنکر سلطان اس شخص سے لپٹ گئے اور کہا کہ تم کب میرے پاس فریاد لائے تھے جو میں تمہارا انصاف کرتا۔ اگر میں نے کوئی بے انصافی کی ہے۔ تو براہ مہربانی مجھے بتا دو! اس شخص نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ آپ کے شہر میں ایک آدمی ہے وہ ہر رات کو میرے گھر میں آتا ہے اور میری عورتوں کو پریشان کرتا ہے۔ مجھ میں اس قدر قوت نہیں ہے۔ کہ اُسے روکوں۔ اگر آپ نے میری فریاد نہ سنی تو روز قیامت آپ کا دامن ہو گا اور میرا ہاتھ ہو گا!" یہ سنکر سلطان محمودؒ نے اسے بڑی تسلی و تشفی دی اور کہا۔ کہ جب وہ شخص آئے تو مجھے خبر کر دینا تاکہ میں تمہارا انصاف کروں۔"

الغرض تین روز کے بعد وہ بدبخت پھر آیا۔ اور اس غریب کے مکان میں فساد برپا کیا۔ چنانچہ اس مظلوم نے فوراً بادشاہ

کو اطلاع دی۔ اور سلطان محمود غزنوی ؒ بھی وقت چار مسلح
غلام لیکر اس کے ساتھ گئے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو حکم
دیا کہ چراغ گل کر دو۔ اس شخص نے چراغ گل کیا اور سلطان
نے فوراً اس مفسد کو قتل کر دیا۔ پھر چراغ جلوا کر مقتول کو
دیکھا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد سلطان نے کچھ کھانا
طلب کیا۔ اس شخص کے گھر میں اس وقت کچھ سوکھی روٹی کے
ٹکڑے موجود تھے۔ بادشاہ نے وہی کھا لیے اور خدا کا شکر ادا
کر کے اس شخص سے اجازت طلب کی۔ مگر اس نے بادشاہ کے
قدموں میں گر کر عرض کیا کہ جب آپ نے مجھ پر اتنی نوازش
فرمائی ہے۔ تو براہِ مہربانی چراغ گل کرنے، اور پھر چراغ
جلا کر مقتول کو دیکھنے کے بعد خدا کا شکر ادا کرنے کی وجہ بھی
بتا دیجئے۔"

سلطان نے جواب دیا۔ "کہ چراغ گل کرنے کا سبب یہ
تھا۔ کہ شاید وہ مفسد میرا کوئی عزیز و اقارب ہو اور مجھے اُسے
دیکھنے سے شرم محسوس ہو۔ یا مجھے اس کا خیال ہو جس کی وجہ
سے میں اسے سزا نہ دے سکوں۔ اور چراغ جلا کر مقتول کا
چہرہ دیکھنے کا سبب یہ تھا۔ کہ سزا دینے کے بعد میں یہ دیکھوں

کہ وہ مقصد کون ہے؟ چنانچہ جب میں نے یہ دیکھا کہ وہ بیگانہ ہے اور میرے شہر کا باشندہ بھی نہیں ہے۔ تو میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر میں نے کھانا اس لئے طلب کیا کہ جب سے میں نے تمہاری فریاد سنی تھی میں بھوکا تھا کیونکہ میں نے عہد کر لیا تھا۔ کہ جب تک تیری داد فریاد نہ کرلونگا اس وقت تک مطلق کھانا نہیں کھاؤنگا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ اور تیری داد فریاد کے بعد کھانا کھایا!" یہ واقعہ بیان کرکے حضرت محبوب الٰہی چشم پر آب ہو گئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ تھا انصاف اور یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ میں خیر و برکت تھی۔ اب ایک ذرہ برابر انصاف نہیں ہے۔

یہ روایت ہے کہ ایک روز حضرت محبوب الٰہی درود شریف کی تلقین فرما رہے تھے۔ کہ حضرت سرور کائنات رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب معراج کو میں نے ایک فرشتہ دیکھا کہ اس کے پانچ سو منہ تھے اور ہر منہ میں زبان تھی۔ وہ ہر زبان سے مجھپر درود شریف بھیج رہا تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ حضرت رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ پھول سونگھنے والے پر لازم ہے کہ مجھ پر درود پڑھے اللہ تعالےٰ

اس کو بے حد ثواب عنایت فرمائے گا۔

روایت ہے۔ ایک روز حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ درویشی کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا درویشی عیب پوشی ہے۔ اس لئے درویش کو پردہ پوشی کرنی چاہئے۔ "سلوک" میں پردہ پوشی تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ اور پردہ پوشی کے یہ معنی ہیں کہ کسی کا عیب دیکھ کر چھپائے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ یہ صفت اللہ کی ہے اور درویش کو متصف "باوصاف اللہ" ہونا چاہیئے۔

روایت :۔ ایک روز حضرت محبوب الٰہیؒ نے والدین کی اطاعت کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ اے درویش! والدین کی خوشنودی اللہ کی خوشنودی ہے۔ اور والدین کا قہر خدا کے قہر کا موجب ہے۔ جس فرزند کے والدین اس سے خوش نہیں ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں ہے۔ اے درویش! والدین کی شفقت خدائے تعالیٰ کی رحمت ہے۔

روایت :۔ ایک روز دعا کے بارے میں حضرت سلطان المشائخؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب متہر آدم علیہ السلام نے دعا مانگی تو فرمان خداوندی ہوا۔ کہ اے آدمؑ! جبتک تم حضرت محمدﷺ

صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود شریف نہ بھیجو گے۔ تمہاری دعا قبول نہ ہو گی۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے درود شریف پڑھکر دعا مانگی۔ تو فوراً دعا قبول ہو گئی۔ پس اے درویش! جب دعا شرائط کے موافق مانگی جائیگی تو ضرور قبول ہو گی۔

حضرت محبوب الٰہیؒ کے فرمودہ اورادو وظائف

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا ہے:۔ کہ اسم اعظم زبان عربی میں یا حیّ یا قیّوم ہے۔ اس کے ورد سے ہر ایک آرزو پوری ہو جاتی ہے۔

حضرت محبوب الٰہی ارشاد فرماتے ہیں:۔ کہ ایک روز خواب میں مجھے بابا فرید گنجشکرؒ نے حکم دیا۔ کہ یہ دعا ہر روز بعد نماز پڑھا کرو۔ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥) جب میں بیدار ہوا تو میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ جو شخص ہر روز یہ دعا پڑھے وہ بغیر اسباب کے خوش وخرم زندگی

بسر کریگا۔ میں نے بھی اس دعا کا ورد کیا تو خوش و خرم زندگی بسر ہونے لگی اور تنگدستی و فکرمندی دور ہو گئی۔

حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا ہے کہ ایک بزرگ کشتی میں سوار تھے اور ان کے پاس کپڑے میں ایک نگینہ بندھا ہوا تھا اتفاق سے وہ کھلکر دریائے دجلہ میں گر پڑا۔ اسی وقت انہوں نے یہ دعا پڑھی:۔ یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِجْمَعْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ۔ اس کے بعد وہ نگینہ فوراً ایک کتاب میں سے مل گیا۔ یہ دُعا گمشدہ چیز کے ملنے کے لئے مجرّب اور زود اثر ہے۔

حضرت محبوب الٰہیؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اس درود کو روزانہ پڑھا کرے، اس کا مرتبہ خدائے تعالےٰ کے نزدیک "ابدالوں" میں ہو جائیگا۔ وہ درود شریف یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ نَبِیِّكَ وَحَبِیْبِكَ۔

حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں:۔ کہ جسے کوئی حاجت درپیش ہو وہ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان سورۃ فاتحہ اکتالیس بار پڑھے۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ دطریقہ یہ ہے:۔ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا میم الحمد شریف کے لام سے ملا کر پڑھے۔

روایت ہے کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کی خدمت اقدس میں آپ کے بہت سے خلفاء اور مریدان حاضر تھے۔ اور نماز کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد فرمایا۔ کہ بے نمازی کو کھانا اور پانی نہ دینا چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:۔ مَنْ اَعَانَ التَّارِکَ الصَّلٰوۃَ بِلُقْمَۃٍ وَشَرْبَۃٍ فَقَدْ قَتَلَ الْاَنْبِیَاءَ اَوَّلُھُمْ اٰدَمُ وَاٰخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۵

(یعنی جس نے مدد کی بے نمازی کی ایک لقمہ (کھانے) سے یا ایک چلو پانی سے تو گویا اس نے قتل کیا تمام انبیاءؑ کو جن میں اول آدم علیہ السلام ہیں اور آخر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں)

پھر حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ "حدیث شریف" میں آیا ہے اَلصَّلٰوۃُ نُوْرٌ" (یعنی نماز روشنی ہے!) نماز سے دل کی کدورت دور ہوتی ہے۔ اور دل صاف مثل آئینہ ہو جاتا ہے۔ اسلئے نماز کی بڑی فضیلت ہے۔

روایت:۔ ایک روز حضرت محبوب الٰہیؒ نے نماز رمضانؑ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ.... "ماہِ رمضان المبارک"۔ عجیب بابرکت مہینہ ہے۔ سارا مہینہ اول سے آخر تک رحمت

سے لبریز ہے! حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا
حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کہ سال بھر
میں جس قدر خیر و برکت نازل ہوتی ہے۔ اتنی ماہِ رمضان
کے ہر روز میں نازل ہوتی ہے!

مروایت ہے:۔ کہ حضرتِ سلطان المشائخ محبوبِ الٰہیؒ
کو نماز اور روزہ کا بہت خیال رہتا تھا اور آپ لوگوں کو
بھی یہی تعلیم و تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت کا معمول تھا۔
کہ پنج وقتی نماز کے علاوہ رات بھر شب بیدار رہتے تھے
اور بہت سے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ ہر روز روزہ رکھا
کرتے تھے۔ اور ہر وقت "یاد الٰہی" میں مشغول رہتے تھے۔ آپ
کی ساری زندگی مبارک نماز و روزہ، فقر و فاقہ، ریاضت و
مجاہدہ اور مخلوق خدا کی خدمت و ہدایت میں بسر ہوئی!

حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا ہے کہ دشمن کے سامنے
اگر یہ اسمائے مبارک پڑھے تو دشمن مقہور و مغلوب ہو جائے گا۔
(یَا سُبُّوحُ یَا قُدُّوسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ۔) حضرت محبوب الٰہی
نے فرمایا ہے کہ ہر ایک بیماری کے لئے یہ دُعا لکھکر باندھنی
چاہیے۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔ (نیز تعویذ یا دعا کو بازو پر

باندھنا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت رسول مقبول محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گلے میں لٹکانے سے منع فرمایا ہے۔) وہ دعا یہ ہے:۔ اَللّٰہُ الشَّافِیْ اَللّٰہُ الْکَافِیْ اَللّٰہُ الْمُعَافِیْ۔ (یہ دُعا حضرت محبوب الٰہیؒ کے پیر و مرشد حضرت بابا فریدالدین گنجشکرؒ کی بھی فرمودہ ہے اور حضرت محبوب الٰہی کی مجرب ہے!) حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا ہے کہ یہ دُعا کشادگی رزق کے لئے ہر روز صبح کو سو مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔ (لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط)

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا ہے کہ فرزند صالح داولاد ہونے کے لئے اس دُعا کو بکثرت پڑھنا چاہیئے۔ (رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ) حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو "قرآن شریف" حفظ یاد کرنا ہو۔ اسے چاہیئے کہ پہلے سورہ یوسفؑ شریف" حفظ یاد کرے۔ انشاء اللہ اس کی برکت سے تمام قرآن شریف بہ آسانی یاد ہو جائیگا۔

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا ہے کہ تمام دُعاؤں کے بدلے یہی ایک مختصر دُعا کافی ہے۔ اور مجھ کو بہت پسند ہے

(اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ لَّا اَسْئَلَ سِوَاكَ)

حضرت محبوب الٰہیؒ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص رنج اور بلا میں مبتلا ہو۔ تو اسے چاہیے کہ بعد نماز عصر ان اسمائے اعظم کا ورد کرے۔ اِن شاء اللہ وہ رنج و بلا سے نجات پائیگا۔ وہ اسمائے مبارک یہ ہیں۔ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ۔

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا ہے کہ رنج و بلا کے دفع ہونے کے لیے ہر نمازِ فرض کے بعد یہ دعا شریف پڑھنی چاہیئے یَا شَفِیْقُ یَا رَفِیْقُ نَجِّنِیْ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ۔

حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص سوتے وقت یہ کلمات پڑھے وہ خواب میں میری زیارت سے مشرف ہوگا۔ وہ کلمات مبارک یہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ الْمَقَامِ اِقْرَاْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلَامَ۔

حضرت محبوب الٰہیؒ نے ارشاد فرمایا ہے:۔ کہ جو شخص بعد نماز فجر اور مغرب یہ اسم مبارک پڑھا کرے وہ خدا کے فضل

سے فارغ البال ہو جائیگا۔ دیا وَھابُ،

حضرت محبوب الہیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ دعا۔ حاجت بر آنے کے لئے پڑھنی چاہیئے۔۔۔۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ طَیِّبًا وَّاسْتَعْمِلْنِیْ صَالِحًا۔ انشاء اللہ وہ حاجت رفع ہو جائیگی۔

حضرت محبوب الہیؒ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کوئی دینی یا دنیوی مشکل درپیش ہو۔ وہ قمری مہینہ کی پندرہویں شب کو باوضو قبلہ رو بیٹھکر اُنتیس ہزار مرتبہ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ پڑھے اور ہر ہزار مرتبہ پڑھنے کے بعد اپنا سر سجدے میں رکھکر تین بار آمین کہے، اِنشاء اللہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو جائے گی۔!

حضرت محبوب الہیؒ کی وفات کے حالات

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ کے دہلی میں مقیم ہونے سے بے شمار آدمیوں کو فیض پہنچا اور ہزاروں، لاکھوں بندگان خدا ظاہری و باطنی نعمت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے بے شمار مرید و خلیفہ تھے۔ جنھوں نے

حضرت کی خدمت و اطاعت کر کے نجات ابدی حاصل کی
اور حضرت کے تصرفِ باطنی سے ولی کامل ہو گئے۔ آپ
کی ذات مبارک علوم شریعت و طریقت کی جامع تھی۔ اور
آپ آسمانِ معرفت و حقیقت کے آفتاب تھے۔ اور آپکی فیض و
کرامت کی روشنی سے ایک عالم منور ہو گیا تھا۔ آپ کے
صدقے میں مخلوق خدا کی دینی اور دنیوی مشکلات آسان
ہوئیں۔ اور من مانی مرادیں پوری ہو گئیں۔ حضرت محبوب
پاک ۹۱ برس کی عمر تک تعلیم و تلقین اور ہدایت فرماتے رہے
آپ عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کی وجہ سے بہت کمزور
اور نحیف ہو گئے تھے۔ جب عالم ضعیفی شروع ہوا تو آپ
نے کھانا پینا بالکل کم کر دیا۔ حضرت کے مرید و خلیفہ مولانا
شمس الدین یحییٰؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں تیس سال سے زیادہ
حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر رہا ہوں مگر میں نے
کبھی حضرت کو کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ ہمہ تن نور مجسم تھے۔ اور
خواب و بیداری دونوں آپ کے لئے برابر تھی۔ یہ مقام
شاید کسی بڑے سے بڑے ولی کو بھی میسر نہیں ہوا۔

جب آپ کے سامنے خادم کھانا پیش کرتے تو آپ ایک روٹی
یا آدھی روٹی یا کریل کے پھل یا تلخ کریلے اُبلے ہوئے نوش
فرماتے تھے اکثر آپ کے دسترخوان پر آدھے جَو کے نوالے
ملتے تھے۔ جن کو بطور تبرک احتیاط سے رکھ لیا جاتا تھا۔ ایک
مرتبہ کسی خادم نے حضرت سے اس کی وجہ دریافت کی
تو حضرت نے فرمایا۔ کہ جو کھانا مجھے لذیذ معلوم ہوتا ہے
میں اسے الٹا نکال کر رکھ دیتا ہوں۔ تاکہ میرا نفس مزیدار
چیزیں کھا کر موٹا نہ ہو جائے۔ خادم نے جب یہ سنا تو اس
نے حضرت کے وہ (جھوٹے) نوالے فوراً کھا لئے۔ بس
اسی وقت اس کو اسرار الٰہی کا مکاشفہ حاصل ہو گیا۔
"سیر الاولیاء" شریف سے روایت ہے۔ کہ حضرت
سلطان المشائخ محبوب الٰہی بعد نمازِ مغرب خانقاہ شریف
کے بالاخانے پر تشریف لیجاتے تھے۔ اور اپنے احباب و
مریدان اور مہمانوں کو طلب فرماتے تھے۔ پھر خادم
قسم قسم کے مزیدار کھانے اور میوے مٹھائیاں حاضر کرتے
تھے۔ حضرت خود حاضرین کو کھانا کھلاتے تھے اور خود
کچھ نوش نہیں فرماتے تھے۔ جب عشاء کا وقت ہوتا تو

حضرت بالاخانے سے نیچے تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا کرکے
پھر اوپر بالاخانے پر تشریف لے جاتے تھے۔ اس وقت آپ کے
خاص الخاص احباب و مریدان کو حاضری کا موقع ملتا تھا۔ اور
وہ حضرت امیر خسروؒ کے ذریعے اپنی اپنی معروضات پیش کرتے
تھے۔ حضرت امیر خسروؒ (جو حضرت محبوب الٰہیؒ کے مرید خاص اور
محبوب تھے) ان کا معمول تھا۔ کہ وہ حضرت سلطان المشائخ کی
خدمت اقدس میں دن بھر کے حالات کی رپورٹ پیش کرتے اور
پھر لطافت و ظرافت اور اپنا تازہ کلام (شعر و سخن) سناتے تھے
کبھی حضرت خاموش رہتے تھے اور کبھی آپ کے کلام کی داد دیا کرتے
تھے۔ حضرت محبوبؒ پاک فرماتے تھے کہ میں خسرو کے شعر و سخن
سے اس لئے بے توجہی کرتا ہوں (اور زیادہ داد نہیں دیتا) کہ کہیں
یہ شعر و شاعری میں مشغول رہ کر اپنے مقصد حقیقی سے محروم نہ رہجائیں
چنانچہ حضرت امیر صاحب نے حضرت محبوب پاکؒ کے فیض و تصرف
سے حقائق و معارف کا وہ درجہ حاصل کر لیا کہ جس کی تمنا میں
بڑے کاملین کی عمریں تمام ہو جاتی ہیں۔ یہ حضرت محبوب الٰہیؒ کا ہی
تصرف اور فیض باطنی تھا کہ حضرت امیر صاحب اپنے زمانے کے
ولی کامل اور سلطان الشعراء ہو گئے۔ اور آپ کو حضرت محبوب الٰہی

کے وسیلے سے دونوں جہان کی دولت حاصل ہو گئی! حضرت
امیر خسروؒ صاحبؒ کو بھی اپنے پیرو مرشد سے بہت عقیدت ومحبت
تھی۔ اور آپ اسی تمنا میں رہتے تھے۔ کہ کب حضرت محبوب الٰہیؒ
آرام فرمائیں اور میں اپنا سر حضرت کے قدموں پر رکھکر سو جاؤں
چنانچہ حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں :۔

تخفت خسروؒ مسکین ازیں ہوس شبہا کہ دیدہ برکفِ پایت نہد بخواب رود

جب تک حضرت امیر صاحب معروضات اور شعرو سخن سناتے
رہتے، حضرت محبوب پاکؒ تسبیح خوانی میں مشغول رہتے تھے۔ یا
اپنا سر مبارک ہلا کر امیر صاحبؒ کی تسلی وتشفی کے لیے داد دیا کرتے
تھے۔ اور جب مجلس برخواست ہوتی تھی۔ تو حضرت کے خادم
خاص خواجہ اقبالؒ پانی کے چند آفتابے (لوٹے) بھر کر حضرت
کے پاس رکھدیتے اور حضرت محبوب الٰہیؒ حجرہ بند کر کے یادِ الٰہی
میں مشغول ہو جاتے تھے۔ جب سحری کا وقت ہوتا تو حضرت کے
ایک اور خادم خواجہ عبدالرحیمؒ جن کے متعلق یہ خدمت تھی۔
سحری کے لیے کھانا لیکر حاضر ہوتے۔ کیونکہ حضرت محبوب الٰہیؒ
عیدین یا کسی خاص دن کے علاوہ جبکہ روزہ نہ رکھ سکتے تھے
ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور حضرت صرف چند لقمے نوش

فرما کر واپس کر دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ بچوں کے ناشتے کے لئے رکھدو!۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے چونکہ تمام عمر شادی نہیں کی تھی۔ اس لئے آپکے کوئی اولاد نہیں تھی۔ مگر آپ کی ہمشیرہ حضرت بی بی جنتؒ صاحبہ کی اولاد تھی۔ اور آپ انہی کو (اپنے خواہرزادونکو) اپنے فرزندوں کی طرح سمجھتے تھے!)

حضرت عبدالرحیم فرماتے ہیں:۔ کہ جب میں حضرت سلطان المشائخ کی خدمت اقدس میں کھانا لیجاتا تھا۔ تو اکثر آپ کھاتے ہی نہیں تھے اور اگر کچھ کھاتے بھی تو بہت کم کھاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے حضرت سے عرض کیا۔ کہ اگر مخدوم بالکل ہی کھانا ترک کر دیں گے تو جسم مبارک کا کیا حال ہوگا۔ یہ سنکر فرمایا:۔ کہ اے عبدالرحیم! جس وقت میں کھانا کھاتا ہوں۔ یا پانی پیتا ہوں۔ تو مجھکو ان غربا اور مسکینوں کا حال زار یاد آجاتا ہے۔ جو جنگل میں بھوکے پیاسے پڑے ہوئے ہیں۔ تو اب تم ہی بتاؤ۔ کہ پھر کسطرح کوئی چیز میرے منہ میں جائے!" یہ کہکر حضرت محبوب پاکؒ رونے لگے

روایت ہے:۔ کہ جب حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی علیل ہوئے اور آپ کا آخری وقت قریب ہوا۔ تو چالیس روز سے آپ پر سخت گریہ طاری تھا۔ اور آپ نماز کے علاوہ ہر وقت

گریہ و زاری فرمایا کرتے تھے۔ کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا۔اور ہر روز کئی کئی مرتبہ غائب ہو جاتے تھے۔ایک روز اخی مبارک سید حسین کرمانیؒ نے آپ کی خدمت میں تھوڑا سا شوربا پیش کیا اور عرض کیا کہ آپ نے کھانا جو بالکل ترک کر دیا ہے۔اس لئے ضعف زیادہ ہو گیا ہے۔براہِ مہربانی تھوڑا سا شوربا ہی نوش فرما لیجئے۔آپ نے فرمایا:۔اسے دریا میں ڈال دو جس کے حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مشتاق ہوں۔اسے "طعامِ دنیا" کی کیا ضرورت ہے!

"سیر الاولیاء" شریف سے روایت ہے:۔کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے آخری وقت (مرض الموت) میں مولانا رکن الدین ابو الفتح ملتانیؒ تشریف لے گئے اور چاہا کہ زمین پر بیٹھ جائیں۔حضرت محبوب الٰہیؒ پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔آپ نے فرمایا کہ "میرے پاس بیٹھو!" مولانا نے کہا۔کہ قطبِ وقت اور محبوب الٰہیؒ کے برابر کس کی مجال ہے کہ بیٹھے۔حضرت نے اپنے مریدوں کو حکم دیکر فوراً کرسی طلب کی اور مولانا کو کرسی پر بٹھایا۔حضرت محبوب الٰہیؒ کی "طبیعت مبارک" کا حال پوچھنے کے بعد مولانا نے کہا۔

حضرت کچھ اور عرض کروں"! آپ نے فرمایا ہاں ضرور کہئے۔"! مولانا نے کہا:۔ اگر آپ چند روز اور توقف کریں تو مخلوقِ خدا کو کافی نفع ہو۔ اور ہزاروں ناقص کامل ہو جائیں"! حضرت نے فرمایا:۔ اشتیاقِ دوست اس قدر غالب ہے۔ کہ ایک ساعت باقی رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ مجھے اپنا ایک ایک سانس دشوار ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو ہر شب خواب میں دیکھتا ہوں حضورؐ مجھ سے فرماتے ہیں:۔ "کہ اے فرزند نظام الدین! تیرا اشتیاق مجھ کو زیادہ ہے۔ جلدی سے میرے پاس آ جا!" (یہ سنکر سب حاضرین زار و قطار رونے لگے اور خود رفتہ سے ہو گئے۔) اس کے بعد مولانا رکن الدین نے فرمایا:۔ حضور کچھ وصیت کیجئے۔"!

حضرت نے فرمایا کہ:۔ پیرانِ چشتؒ میں سے ایک بزرگ نے وصیت کی تھی۔ کہ میرے مرنے کے بعد سماع کریں اور پھر مجھے دفن کریں۔ چنانچہ جب انہوں نے وفات پائی۔ تو ان کے مریدوں نے جنازہ کے قریب سماع کرایا۔ بس وہ حضرت فوراً کھڑے ہو گئے۔ اور سات روز تک برابر

سماع ہوتا رہا۔ اس کے بعد سماع بند کر کے انکو دفن کیا گیا۔ اب میں بھی انہی کے قدم بہ قدم جانا چاہتا ہوں۔ تم بھی میرے مرنے کے بعد سماع کرنا اور سماع کے بعد مجھے دفن کر دینا!"

"سیر الاولیاء" شریف سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت محبوب الٰہیؒ کو علالت لاحق ہوئی تو آپ کا سینۂ مبارک نور تجلی سے روشن ہو گیا۔ آپ گھڑی گھڑی پوچھتے تھے کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں! اور پھر ہر نماز کو مکرر ادا فرماتے تھے جمعہ کے روز حضرت محبوب الٰہیؒ نماز کے بعد عالم تحیّر میں حجرہ کے اندر تشریف لائے۔ اور آپ پر بہت سخت گریہ طاری ہوا۔ آپ بار بار فرماتے تھے۔ کہ آج جمعہ ہے۔ دوست کا وعدہ دوست کو ضرور یاد آئیگا۔ اور پھر فرماتے تھے۔ ؎

میروئیم ومیروئیم ومیروئیم دیں جاتا ہوں، میں جاتا ہوں، میں جاتا ہوں،،

روایت ہے:۔ کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نے اپنی وفات کے وقت خواجہ اقبال مہتممؒ لنگر خانۂ محبوبی کو طلب فرمایا:۔ اور جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے حکم دیا،

کہ جو کچھ نقد وجنس موجود ہو، حاضر کرو! خواجہ اقبال نے عرض کیا کہ روزانہ جو کچھ نقد وجنس آتا ہے۔ وہ حضور کے حکم کے موافق لنگر خانہ میں خرچ ہوتا ہے اور غربا و مساکین کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اب تو صرف چند ہزار من غلہ آج کے خرچ کے لئے موجود ہے حضرت نے فرمایا۔ کہ اے اقبال اس مردہ ریت کو کیوں باقی چھوڑا ہے۔ اسے بھی غربا کو تقسیم کر دو۔ چنانچہ وہ تمام غلہ حضرت کے حکم کے موافق اسی وقت غریبوں اور فقیروں کو لٹا دیا گیا! اس کام سے فارغ ہو کر حضرت نے اپنے کپڑوں کی گٹھڑی طلب فرمائی۔ اور اپنے خلفاء کو ایک ایک خرقہ و دستار اور مصلے عنایت کیا۔ اتفاق سے اس وقت آپ کے خلیفۂ خاص حضرت مخدوم نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلیؒ حاضر نہیں تھے۔ اس لئے انہیں کچھ عنایت نہ ہوا۔ حاضرین مجلس کو بہت فکر ہوا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ حضرت کے عطیہ سے محروم رہے۔ آخر تھوڑی دیر کے بعد حضرت محبوب پاکؒ نے خود مخدوم صاحبؒ کو طلب فرمایا۔ اور جب وہ حاضر ہوئے۔ تو حضرت محبوب پاکؒ نے وہ تبرکات جو خواجگان چشتؒ سے سلسلہ بہ سلسلہ چلے آرہے تھے۔ اور آپ کو بابا صاحبؒ نے عطا فرمائے تھے۔ مخدوم صاحب

کو عنایت کیے۔ اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اس کے بعد دوسرے روز بعد طلوع آفتاب .... محبوب رب العالمین سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ محبوب الٰہی قدس سرہ نے اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر دارالبقاء کیطرف خدائے تعالےٰ رب العزت کی حضور میں رحلت فرمائی۔ یہ سانحہ عظیم بروز چہار شنبہ ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ؁ صلعم کو (بعہد محمد تغلق بادشاہ) ظہور میں آیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کی تاریخ وفات جو مسجد خلجی پر آپ کے روضہ مبارک میں کندہ ہے۔ وہ یہ ہے:۔

نظامِ دگیتی شہ ما و طین — سراجِ دو عالم شدہ بالیقین
چو تاریخ فوتش بجستم زغیب — ندا داد ہاتف شہنشاہ دین

(۷۲۵ھ)

روایت ہے:۔ کہ جب حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کی وفات ہوئی۔ تو آپ کے جنازہ شریف کی نماز مولانا رکن الدین ابوالفتح ملتانیؒ نے پڑھائی۔ اور پھر فرمایا کہ آج مجھکو معلوم ہوا کہ خداوند کریم نے مجھے چار برس اور صرف حضرت محبوب الٰہی کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے زندہ رکھا تھا۔ اس کے بعد

مولانا نے حضرت محبوب الٰہی کی وصیت کے موافق قوالوں کو طلب کیا۔ اور سماع کرانا چاہا۔ مگر آپکے خلفائے خاص نے منع کیا اور کہا:۔ کہ حضرت سلطان المشائخ سماع کے وقت اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور وہ بزرگ تو صرف سات روز کے بعد سماع سے باز رہے۔ مگر ہمارے حضرت قیامت تک سماع سے باز نہ رہینگے، دنیا میں فتنۂ عظیم ظاہر ہوگا۔ اور شریعت میں رخنہ پڑ جائیگا" یہ بات مولانا کی سمجھ میں آگئی۔ اور سماع موقوف کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت سلطان المشائخ کے جنازۂ مبارک کو آپ کے مریدان و خلفاء۔ اور علماء و مشائخ اٹھا کرلے چلے ہر فرد و بشر آپ کے انتقال سے رنجیدہ تھا اور آپ کے خلفاء و احباب کا تو یہ حال تھا کہ آپ کے فراق و جدائی میں بے قرار تھے اور بیہوش ہوئے جاتے تھے۔۔۔۔

روایت ہے:۔ کہ جب حضرت محبوب الٰہیؒ کا جنازۂ مبارک اٹھا کر لیجا رہے تھے۔ تو راستے میں ایک عورت اپنے دروازہ پر بیٹھی ہوئی۔ حضرت شیخ سعدیؒ کی یہ غزل گا رہی تھی:۔

سرو سیمینا بصحرا میروی ۔ سخت بدعہدی کہ بے ما میروی

جب اس شعر پر پہنچی:۔ اے تماشا گاہِ عالم روئے تو ۔ تو کجا بہر تماشا میروی

توحضرت کا دست مبارک کفن سے باہر ہو گیا اور آپ کا جنازہ
مبارک ہلنے لگا۔ چنانچہ اس عورت کو فوراً روکا گیا مگر سارے
راستے حضرت کا دست مبارک کفن سے باہر نکلا رہا۔ آخر
جنازہ مبارک کو قبر میں اتارتے وقت آپ کے خلیفۂ خاص حضرت
مخدوم نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلیؒ نے عرض کیا: "شیخا!
برھانِ شمارا ازین بیشتر است اگر دست گرد آید بہتر باشد،
چراکہ قدم سید درمیان است"۔ بس اسی وقت حضرت محبوب الٰہیؒ
کا دست مبارک کفن کے اندر پوشیدہ ہو گیا، اس کے بعد حضرت
مولانا شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانیؒ نے جنازہ مبارک کو قبر
میں اتارا۔ اور قبر سے نکلتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش
آیا تو لوگوں نے اُن سے بے ہوشی کا سبب دریافت کیا
تو مولانا نے فرمایا:۔ کہ جب میں نے جنازہ شریف کو قبر میں اتارا
تو حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح پرفتوح
نے برادر نظام الدینؒ اولیاء کو آغوشِ رحمت میں لے لیا۔
اور مجھکو تاب مشاہدۂ نورِ نبوتؐ نہ ہو سکی۔ اس لئے میں
فوراً بے ہوش ہو گیا! اس کے بعد حضرت محبوبؒ الٰہی کا مزار
مبارک تیار ہوا اور وہ آفتاب مظہرِ الٰہی، ماہِ برج ہدایت

ہمیشہ کے لیے مشتاقانِ دیدار کی نظروں سے روپوش ہوگیا

رُباعی

ماہ در ابر احتجاب نمود　　عاشقاں را بدیں عذاب نمود

پردہ از زلف بست بر رخ خود　　درد و حیرت بدیں خراب نمود

روضہ شریف:۔ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کا روضہ مبارک دہلی سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اور سرچشمہ فیض و کرامت ہے۔ تجلیات و انوار کا نور ظہور ہوتا ہے روزانہ ہر مذہب و ملت کے زائرین حاضر ہوتے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اور حضرت محبوب الٰہیؒ کے وسیلے سے بے شمار لوگوں کی دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور ہر شخص اپنے مقصود حقیقی میں کامیاب و ہو جاتا ہے۔ اسے

محبوب پاکؒ تیری وہ عالیجناب ہے،

ہر ذرّہ خاکِ در کا ترے آفتاب ہے،

روضہ میں تیرے آکے ہر اک کامیاب ہے،

کعبہ میں جیسے سب کی دعا مستجاب ہے

روایت ہے:۔ صاحب اقتباس الانوار تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ سیندھا صابریؒ کے مریدوں میں سے ایک

درویش صاحب کمال، جن کو علم مکاشفہ اور "علم الارواح" میں کافی ملکہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے۔ اور آپ کے مزار شریف کے سامنے "مراقبے" میں مشغول ہوئے۔ تو ایک دربار عظیم دیکھا۔ جس میں ایک تخت کے اوپر ایک مرد صاحب کمال و جمال جلوہ افروز تھے۔ اور ایسی تجلی تھی کہ آفتاب ماند تھا۔ وہ دربار میں سے گذر کر صاحبِ تخت کے روبرو حاضر ہوئے۔ تو وہاں پہنچتے ہی ان کا دماغ خوشبو سے معطر ہو گیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو صاحبِ تخت نے فرمایا:۔ میں نظام الدین اولیا محبوب الٰہی ہوں۔ تجلیات جلّ شانہٗ میری طالب ہیں۔ اور اولیاء کرام انکے طالب ہیں"۔ اس کے بعد صاحب تخت نے اُن درویش کو از راہ مہربانی ایک دستار عنایت کی۔ کہتے ہیں کہ اس دستار" کی خوشبو تاحیات ان کے جسم سے آتی رہی۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ان درویش کے انتقال کے بعد بھی وہ خوشبو ان کے کپڑوں میں قایم رہی"!

رِوَایت ہے:۔ کہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

کے سلسلہ "چشتیہ نظامیہ" کے ایک مشہور ولی کامل بزرگ
حضرت مولانا فخر الدین فخرِ جہاںؒ دہلوی کے ایک مرید و
معتقد درویش "درگاہ محبوبیؒ" میں ہر بدھ کو حاضری دیا کرتے
تھے۔ اور حضرت مولانا فخرِ صاحبؒ سے کہا کرتے تھے کہ حضور
مجھے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کی ہر حاضری کیوقت
زیارت ہوتی ہے۔ مگر مولانا صاحب ان کی بات پر کوئی توجہ
نہیں فرماتے تھے۔ ایک روز انہوں نے پھر حضرت مولانا فخر صاحب
سے عرض کیا۔ کہ حضور میں حضرت محبوب پاکؒ کی زیارت سے پھر
مشرف ہوا ہوں"! آخر حضرت مولانا فخرِ صاحب نے فرمایا۔
کہ بھائی ہمیں تو آج تک حضور محبوب الٰہیؒ کی زیارت نہیں ہوئی
تم ہر مرتبہ کس طرح زیارت کر لیتے ہو؟ اچھا اب اگر تم حاضری
دینے درگاہ شریف میں جاؤ۔ تو ہم سے ملکر جانا"۔ پھر جب بدھ کا دن
آیا تو وہ درویش حضرت مولانا فخر صاحب کی خدمت اقدس میں
حاضر ہوئے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جاؤ پہلے غسل کرکے آؤ
جب وہ غسل کرکے آئے۔ تو آپ نے فرمایا:۔ کہ جب تم حاضری
سے فارغ ہو۔ تو پھر دوبارہ حضرت کے "چشمۂ دلکشا" میں وضو
کرکے ہماری طرف سے حاضری دینا اور یہ پھولوں کی دونی"

اپنے دونوں ہاتھوں کے اوپر رکھکر حضرت کے مزار مبارک سے مخاطب ہوکر یہ عرض کرنا:۔ کہ حضور! یہ پھول آپ کے ناچیز غلام فخرؒ نے پیش کیے ہیں"! چنانچہ وہ درویش درگاہ شریف میں آئے اور پہلے اپنی طرف سے حاضری دیکر دوبارہ چشمہ میں وضو کیا۔ اور پھر حضرت مولانا فخر صاحب کی طرف سے حاضری دیکر عرض کیا۔ کہ حضور! یہ پھول آپ کے غلام فخرنے پیش کیے ہیں"! بس اُسی وقت حضرت محبوب الٰہی کے مزار مبارک سے ایک نورانی ہاتھ ظاہر ہوا۔ اور وہ درویش بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ جب آستانہ شریف کے حاضر باشوں نے انہیں دیکھا تو وہ بالکل بے ہوش تھے اور انکے منہ سے کف جارہے تھے۔ یہ دیکھکر انہوں نے حضرت مولانا فخر صاحبؒ کو اطلاع کی۔ تو مولانا نے فرمایا۔ کہ ان کے منہ پر حضرت کے چشمے کا پانی مزار مبارک پر وار کر چھڑک دو اور پھر میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اور جب انہیں ہوش آیا تو وہ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا:۔ کیوں صاحب! تم تو محبوب الٰہیؒ کی ہمیشہ زیارت کیا کرتے تھے۔ جب تم حضرت کے دست مبارک کی تجلی سے ہی بے ہوش ہو گئے۔ تو بھلا محبوب الٰہیؒ کا جلوہ مبارک

کیا دیکھ سکو گے!" یہ سنکر انہوں نے حضرت کے قدموں میں سر رکھدیا اور معافی چاہی۔ مولانا نے فرمایا:۔ کہ خدا کے محبوب کی زیارت آسان نہیں ہے۔ کہ ہر شخص ہی کرے"!

حضرت محبوب الٰہیؒ کے مشہور خلفائے عظام

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے چالیس ہزار مریدانِ خاص اور خلفاء تھے۔ جن میں سے بعض مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

(۱) حضرت مخدوم نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلیؒ۔ (۲) سلطان الشعراء حضرت خواجہ امیر خسرو طوطی ہندؒ۔ (۳) حضرت خواجہ ابابکر حشتیؒ مصلےٰ بردار خواہر زادہ حقیقی حضرت محبوب الٰہیؒ (۴) حضرت شیخ سراج الدین عثمانؒ (۵) حضرت شیخ قطب الدین منورؒ۔ (۶) حضرت شیخ حسام الدین ملتانیؒ (۷) حضرت مولانا جمال الدین ملتانیؒ (۸) حضرت مولانا خانجیؒ (۹) حضرت مولانا فخر الدین زرادیؒ (۱۰) حضرت مولانا ابوبکر منڈویؒ (۱۱) حضرت مولانا فخر الدین مروزیؒ۔ (۱۲) حضرت مولانا علاؤ الدین نیلیؒ (۱۳) حضرت شیخ

برہان الدین غریبؒ (۱۴) حضرت مولانا شہاب الدین امامؒ۔ (۱۵) حضرت قاضی محی الدین کاشانیؒ۔ (۱۶) مولانا وجیہ الدین پائلیؒ (۱۷) حضرت مولانا فصیح الدینؒ (۱۸) حضرت مولانا شمس الدین یحییٰؒ (۱۹) حضرت مولانا وجیہہ الدین یوسف کلاکھڑیؒ (۲۰) حضرت مولانا خواجہ کریم الدین سمرقندیؒ (۲۱) حضرت شیخ جلال الدین اودھیؒ (۲۲) حضرت مولانا جمال الدین اودھیؒ (۲۳) حضرت قاضی شرف الدینؒ (۲۴) حضرت مولانا کمال الدین یعقوبؒ (۲۵) حضرت مولانا بہاؤ الدین ادہمیؒ (۲۶) حضرت شیخ مبارک گوپامویؒ (۲۷) حضرت خواجہ معز الدینؒ (۲۸) حضرت مولانا ضیاء الدین برنیؒ (۲۹) شیخ تاج الدین داوریؒ (۳۰) حضرت مولانا موید الدین انصاریؒ (۳۱) حضرت مولانا خواجہ محمد امام صاحبؒ دنبیرہ حضرت بابا فرید گنجشکرؒ (۳۲) حضرت خواجہ موسیٰؒ (۳۳) حضرت شیخ امیر حسن علی سنجریؒ (۳۴) حضرت مولانا شمس الدین ماہروؒ (۳۵) حضرت مولانا شیخ نظام الدین شیرازیؒ (۳۶) حضرت خواجہ سالارؒ (۳۷) حضرت شیخ علاء الدینؒ (۳۸) حضرت خواجہ مبشرؒ خادم خاص (۳۹) حضرت شیخ فرید الدین مدنیؒ (۴۰) حضرت خواجہ اقبالؒ (خادم خاص و مہتمم لنگر خانہ محبوبیؒ (۴۱) حضرت خواجہ رفیع الدین ہارونؒ

(خواہر زادہ حضرت محبوب الہٰی) (۴۲) حضرت شیخ شہاب الدینؒ (۴۳) حضرت مولانا حجتہ الدین ملتانیؒ (۴۴) حضرت شیخ بدر الدین قوالؒ (۴۵) حضرت شیخ رکن الدین خیریؒ (۴۶) حضرت شیخ عبد الرحمن سارنگ پوریؒ۔ (۴۷) حضرت شیخ احمد بدایونیؒ (۴۸) حضرت شیخ لطیف الدینؒ (۴۹) حضرت شیخ نجم الدین محبوبؒ (۵۰) حضرت شیخ شمس الدین ہادیؒ (۵۱) حضرت خواجہ یوسف بدایونیؒ۔ (۵۲) حضرت شیخ سراج الدین عثمانؒ (۵۳) حضرت قاضی شاد علیؒ (۵۴) حضرت مخدوم شیخ حیدرؒ (۵۵) حضرت شیخ نظام الدین مُولاؒ (۵۶) حضرت قاضی عبد الکریم قدوانیؒ (۵۷) حضرت قاضی قوام الدین قدوانیؒ (۵۸) حضرت مولانا علی شاہ جاندارؒ (۵۹) حضرت سید یوسف حسینیؒ (۶۰) حضرت شیخ حمید قلندرؒ۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مخدوم نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی خلیفہ و جانشین حضرت محبوب الہٰیؒ کا مختصر احوال

حضرت مخدوم صاحبؒ اودھ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے

والد کا اسم شریف حضرت شیخ یحیٰؒ تھا۔ اور آپ کی والدہ حضرت سیدہ بی بی شریفہؒ تھیں۔ آپ کے والدین ہندوستان میں ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور اودھ میں مقیم ہوئے تھے۔ اسی جگہ حضرت مخدوم صاحب کی ولادت ہوئی۔ ۹ برس کی عمر میں آپ کے والد نے رحلت فرمائی اور آپ کی تعلیم و تربیت آپکی والدہ ماجدہ نے فرمائی۔ حضرت مخدوم صاحبؒ نے چالیس برس کی عمر تک عُلوم دینی کی تکمیل کی۔ اور سخت عبادت و ریاضت فرماتے رہے اس کے بعد آپ دہلی میں تشریف لائے۔ اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کے دست مبارک پر "بیعت" سے مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کی بے حد خدمت و اطاعت کی۔ اور بڑے بڑے سخت مجاہدے کئے۔ آخر حضرت محبوب الٰہیؒ نے آپ کو اپنی خلافت سے مشرف کیا۔ اور اپنی وفات کے وقت خواجگان چشت کے تبرکات دیکر آپ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔

حضرت مخدوم صاحبؒ اپنے زمانے کے قطب وقت اور بڑے ولی کامل بزرگ تھے۔ علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں آپکا کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ دہلی کی "ولایت" حضرت محبوب الٰہیؒ کے بعد آپ کے سپرد ہوئی۔ اور ایک عالم نے آپ سے فیض ظاہری و

باطنی حاصل کیا۔ آپ کا طریقہ صبر شکر، تسلیم و رضا اور ترک و تجرید تھا۔ بادشاہ وقت محمد تغلق نے آپ کو اذیت دینی چاہی مگر وہ ہمیشہ ناکام رہا۔ اور حضرت اپنی قوتِ باطنی سے بادشاہ اور اس کے مصاحب کے شر و فساد سے محفوظ رہے۔ آپ کے مزاج میں رحم و کرم اور عفو مہربانی بہت زیادہ تھا۔ آپ اپنے دشمنوں کو معاف کر دیتے تھے اور ہمیشہ ان سے اچھا سلوک کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی آخر عمر میں جبکہ آپ اپنے حجرہ مبارک میں "مستغرق یاد الٰہی" تھے، تو ایک قلندر جو آپ کا سخت دشمن تھا۔ آپ کے حجرہ میں گھس آیا۔ اور موقع پا کر اپنے چھرے سے گیارہ مرتبہ حضرت کے جسم مبارک کو مجروح کیا۔ مگر حضرت بدستور یاد الٰہی میں محو رہے۔ آخر جب آپ کا خون حجرہ کی نالی سے بہا اور وہ قلندر آپ کو بے جان سمجھ کر بھاگا۔ تو آپ کے خدام نے اسے پکڑ لیا۔ اور حجرہ میں لائے۔ تو دیکھا کہ حضرت کے کپڑے خون میں آلودہ ہیں۔ مریدوں نے اس قلندر کو مارنا چاہا۔ تو حضرت نے فرمایا اسے کچھ دیکر چھوڑ دو۔ اگر اسے سزا دی گئی تو یہ میرے مرشد کے حکم کے خلاف ہوگا۔ چنانچہ آپ کے مریدوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور حضرت مخدوم صاحب نے اسے بہت کچھ دیکر رخصت

کیا۔ اس واقعے کے بعد کچھ دنوں آپ علیل رہے۔ مگر پھر تندرست ہوگئے اور تین سال کے بعد دوبارہ سخت علیل ہوکر ۱۸ رماہ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ کا روضہ مبارک دہلی سے سات میل کے فاصلے پر موضع چراغ دہلی میں واقع ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔
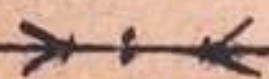
سلطان الشعرا حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ طوطی ہند (خلیفہ حضرت محبوب الٰہی رح) کا مختصر احوال

حضرت امیر خسرو رح صاحب امیر سیف الدین ترک لاچین رح کے فرزند تھے۔ ان کا آبائی پیشہ سپہگری و سوداگری تھا۔ ہندوستان میں ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور موضع پٹیالی میں مقیم تھے۔ اسی جگہ حضرت امیر خسرو رح صاحب کی ولادت ہوئی۔

اس کے بعد آپ کے والد دھلی میں آئے۔ اور حضرت امیر خسرو رح صاحب کو حضرت نظام الدین اولیاء رح کا مرید کرایا۔ حضرت امیر خسرو رح صاحب بچپن ہی سے شاعری کرتے تھے۔ ۱۲ برس کی عمر میں آپ کے والد کی وفات ہوئی۔ اور حضرت امیر خسرو رح یتیم ہوگئے۔ اس کے

بعد آپ نے اپنے نانا اور والد کی سرپرستی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ آپ عربی فارسی کے عالم و فاضل تھے، ہندی زبان میں بھی خوب مہارت تھی۔ آپ نے تمام عمر بادشاہوں کی ملازمت کی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے رزم و بزم میں مصاحب رہے۔ مگر آپ کے خیالات دنیاداری کی طرف راغب نہ تھے۔ دن کو بادشاہوں کے درباروں میں رہتے تھے۔ اور رات کو حضرت محبوب الٰہی کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر تعلیم و تلقین حاصل کرتے تھے۔ ہر شب کو تہجد کے وقت سات سیپارے کلام اللہ کے پڑھتے تھے۔ اور گریہ وزاری فرماتے تھے۔ غرض آپ کا ظاہر شاہانہ تھا اور باطن درویشانہ رکھتے تھے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ سے بے حد محبت و عقیدت تھی۔ اور اپنا جان و مال حضرت کے قدموں پر نثار کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنا تمام مال و اسباب ایک سائل کو جو حضرت کی نعلین مبارک لیکر آیا تھا۔ نعلین مبارک کے عوض میں دیدیا اور وہ نعلین اپنے سر پر رکھکر حضرت محبوب الٰہی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت محبوب الٰہی کو بھی آپ سے بیحد محبت تھی۔ اور حضرت آپ سے زیادہ کسی کا خیال نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے:-

گر برائے ترکِ ترکم ارہ بتارک نہند
ترکِ تارک گیرم و ہرگز نہ گیرم ترکِ ترک

حضرت امیر صاحب حضرت محبوب الٰہیؒ کے محبوب اور خلیفہ خاص تھے۔ جس کو جو کچھ عرض و معروض کرنی ہوتی تھی حضرت کے ذریعہ سے پیش کرتا تھا۔ حضرت امیر صاحب نے حضرت محبوب الٰہیؒ کے فیض و تصرف سے دونوں جہاں کی دولت و نعمت حاصل کی۔ آپ اپنے زمانے کے ولی کامل درویش اور فن شعر و سخن میں سلطان الشعرا ہوئے ہیں۔ آپ کا کلام ہندی و فارسی بیحد مشہور اور مقبول خلائق ہے۔ موسیقی میں بھی آپ کو کمال تھا۔ اور آپ اس فن میں بھی موجد و استاد تسلیم کیے گئے ہیں۔

حضرت امیر خسروؒ صاحب نے تقریباً پانچ لاکھ شعر فرمائے ہیں۔ آپ کی ۹۲ مشہور و معروف تصانیف ہیں۔ اور "افضل الفوائد" حضرت محبوب الٰہیؒ کی شانِ مبارک میں آپ کا جلیل القدر ملفوظ ہے!

جب حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کی وفات ہوئی تو حضرت امیر خسروؒ بادشاہ تغلق کے ساتھ بنگالہ میں تھے، یہ خبر سنکر بیتاب ہو گئے۔ اور پیدل روتے ہوئے دہلی تشریف لائے

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا تھا۔ کہ خسروؒ آئیں۔ تو ان کو میرے مزار پر نہ آنے دینا۔ ایسا نہ ہو کہ "شریعت" میں رخنہ پڑ جائے" چنانچہ جب حضرت امیر خسروؒ مزار شریف کے قریب آئے۔ تو لوگوں نے انہیں روکا۔ اور حضرت امیر صاحب اُسی جگہ ٹھیر گئے۔ (جہاں اب حضرت امیر صاحب کا مزار ہے، وہاں) ایک عرصے آپ کھڑے رہے۔ اور اپنے پیرو مرشد کے ہجر و فراق میں روتے رہے۔۔۔ جب ضبط نہ ہو سکا۔ تو بے اختیار ہو کر یہ "دوہا" پڑھا:۔

گوری سوئے سیج پر اور مکھ پر ڈالے کیس
"چل خسرو گھر اپنے سانجھ بھئی چوندیس"

اس کے بعد حضرت امیر خسروؒ صاحب نے ایک نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم ہو گئے"!

تاریخ وفات ۱۸ر شوال ۷۲۵ھ ہے۔ اور مزار مبارک حضرت محبوب الٰہیؒ کے روضہ شریف کے سامنے واقع ہے۔

مختصر تذکرہ چہار اجدادؒ

(حضرت محبوب الٰہیؒ کے وہ قرابت دار اور خلفا۔ جن کی اولاد

آج تک آستانہ شریف کی خدمت کرتی ہے اور درگاہ شریف کے حقوق کی مشترکہ مالک ہے۔)

حضرت خواجہ ابابکر چشتیؒ مصلیٰ بردار حضرت محبوب الٰہیؒ

آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے خواہر زادہ حقیقی اور خلیفۂ خاص تھے۔ اپنے زمانے کے بڑے ولی کامل اور صاحب فیض و کرامت بزرگ ہوتے ہیں۔ آپ کو حضرت محبوب الٰہیؒ کے "یکجدی" اقربائے خاص ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ خلوت و جلوت میں حضرت محبوب پاکؒ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے تھے۔ آپ سے زیادہ کسی نے حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت نہیں کی۔ جب حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ جمعہ کی نماز کے لیئے جامع مسجد "کیلو کھڑی" میں تشریف لیجاتے تھے۔ تو آپ حضرت کے ہمرکاب ہوتے تھے۔ اور حضرت کا مصلیٰ شریف اپنے سر کے اوپر رکھکر بطور فخر و سعادت کے لیجاتے تھے۔ آپ کو حضرت محبوب پاکؒ سے بے حد عقیدت و محبت تھی اور حضرت محبوب پاکؒ بھی آپ پر بے حد شفقت و عنایت فرماتے تھے۔

آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ اکثر جذب و کیف اور

کمالِ ذوق میں اپنے کپڑے (دستار اور پیراہن) اتار کر قوالوں
کو دیدیتے تھے۔ آپ جذب صادق رکھتے تھے اور سماع کیوقت
جگر سوز نعرے مارتے تھے۔ بے حد صابر و قانع، عابد و زاہد
اور متقی تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اور اکثر کئی کئی روز
تک روزہ افطار نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا شکم مبارک ہمیشہ
پیٹھ سے لگا رہتا تھا۔ آپ کی ساری عمر عبادت و ریاضت اور
مجاہدہ میں بسر ہوئی۔ آپ توکل بخدا تھے اور کسی سے کچھ نہیں
لیتے تھے۔ حضرت محبوب الہیؒ کی وفات کے بعد بعض بزرگ
کاروبار میں مشغول ہوگئے۔ مگر آپ نے کبھی کاروبار میں دخل نہیں
دیا۔ حضرت محبوب الہیؒ کی خدمت اور دعا کی برکت سے آپنے
باوجود کثیر متعلقین کے نہایت فارغ البالی کیساتھ زندگی بسر
کی۔ آپ کی وفات ۲۷ رجب ۷۳۵ھ میں ہوئی۔ اور آپ کا
مزار شریف روضۂ حضرت محبوب الہی کے پائیں اور روضہ مبارک
حضرت امیر خسروؒ کے جانب مشرق واقع ہے۔

آپ کے چھوٹے بھائی خواجہ عمر چشتیؒ تھے۔ جو حضرت محبوب الہیؒ
کے مرید و خلیفہ اور بڑے ولی کامل بزرگ تھے اور ان کے
بڑے صاحبزادے کا نام خواجہ قاسمؒ تھا۔ جو بڑے

فاضل اجل اور عالم باعمل تھے۔ مصنّف بھی تھے۔ مشہور و معروف کتاب "لطائف التفسیر" انہی کی تصنیف ہے۔

آپ کے صاحبزادے خواجہ عزیز الدین تھے جو آپ کے قائم مقام تھے اور ان کا مختصر تذکرہ آگے تحریر ہے۔

نوٹ:۔ چونکہ حضرت خواجہ ابکر چشتیؒ حضرت محبوب الٰہیؒ کے خواہر زادہ حقیقی تھے۔ اس لئے آپ کی اولاد فریق خواہر زادگان کہلاتی ہے۔ اور حضرت محبوب پاکؒ کے شرف یکجدی و خواہر زادگی سے ممتاز ہے۔ (میں ناچیز رکن الدین نظامی مؤلف کتاب ہٰذا بھی حضرت ابابکر چشتی کی اولاد سے ہوں)

حضرت خواجہ عزیز الدین قدس سرہٗ

آپ حضرت محبوب الٰہیؒ کے مرید و خلیفہ اور حضرت خواجہ ابابکر چشتیؒ کے فرزند تھے۔ اپنے زمانے کے بڑے عالم و فاضل عابد و زاہد اور ولی کامل بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ نے عہد جوانی میں تحصیل علم کی اور جو کچھ پڑھا ہمیشہ اس پر عمل کیا۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک آپ نے تکبیر اولیٰ اور جماعت نماز قضا نہیں کی۔ آپ مسجدوں میں پھرتے تھے اور جب تک تکبیر اولیٰ

نہ پاتے نیت نہیں باندھتے تھے۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے اور ہر جمعرات کے روز ختم کلام اللہ کیا کرتے تھے۔ آخری عمر میں حضرت محبوب پاکؒ کی نماز میں امامت بھی کرنے لگے تھے حضرت محبوب الہیؒ آپ پر بیحد شفقت و عنایت فرماتے تھے۔ آپ کو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ اور آپ کے زہد و اتقا سے بہت خوش ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی مرید نے حضرت محبوب الہیؒ سے عرض کیا:۔ "کہ مخدومی! خواجہ عزیز بھی آپ کے مرید ہیں؟" حضرت محبوب الہیؒ نے فرمایا:۔ "ہاں (عزیز) میرا مرید ہے اور مجھے اس لڑکے پر فخر ہے!" آپ تمام عمر جادۂ طریقت پر مستقیم رہے۔ اور مخلوقِ خدا کو آپ سے بہت فیض ظاہر و باطنی حاصل ہوا۔ آپ کا کوئی روزینہ یا جاگیر وغیرہ نہیں تھی۔ مگر آپ بھی اپنے والد کی طرح توکل بخدا تھے۔ اور بڑے صابر و قانع تھے۔ آپ نے حضرت محبوب الہیؒ کے ملفوظات "مجمع الفوائد" کے نام سے جمع کئے تھے آپ کی وفات ۷۸۰ھ میں ہوئی۔ اور آپ کا مزار مبارک اپنے والد کے پائیں واقع ہے۔

حضرت خواجہ رفیع الدین ہارونؒ

آپ حضرت محبوب الٰہیؒ کے پسر خواہر زادہ حقیقی اور خلیفہ خاص تھے۔ آپ نے حضرت محبوب الٰہیؒ کے سایۂ شفقت میں پرورش پائی۔ اور حضرت نے آپ کی تعلیم و تربیت میں بڑی کوشش فرمائی تھی۔ حضرت محبوب پاکؒ آپ پر بے حد شفقت و عنایت فرماتے تھے۔ اگر کبھی آپ کھانے کیوقت موجود نہ ہوتے، تو حضرت باوجود دوسرے احباب و مریدان کے آپ کا انتظار کرتے تھے۔ حضرت کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ اور حضرت آپ کو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے اور آپ کو دیکھکر مسکراتے تھے اور بے حد خوش ہوتے تھے۔ آپ نے بہت تھوڑے عرصہ میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا، اور حضرت محبوب الٰہیؒ کی نگرانی میں علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل فرمائی۔ حضرت محبوب الٰہیؒ آپ کی خاطر و خوشی کے لیئے ان چیزوں کی جو شرعاً جائز تھیں اور جن کا آپ کو شوق تھا۔ ترغیب دیتے تھے اور اس کے طریقے و نکات بتاتے تھے آپ کو تیراندازی کا بہت شوق تھا۔ اور حضرت محبوب الٰہیؒ

بھی آپ کی خوشی کے لئے داد وتحسین فرماتے تھے۔ حضرت نے
آپ کو اپنی زندگی مبارک ہی میں خانقاہ شریف کا منتظم بنا
دیا تھا۔ آپ نے حضرت محبوب پاک رح سے بہت فیض ونعمت
حاصل کی تھی اور آپ اپنے زمانے کے بڑے ولی کامل بزرگ
تھے۔ تاریخ وفات ۲۴ رجب ۷۲۸ھ ہے اور مزار مبارک
روضہ حضرت محبوب الہیٰ رح کے پائیں واقع ہے۔

نوٹ :- آپ کی اولاد "فریق ہارونیان" و "خواہرزادگان"
کہلاتی ہے۔ کیونکہ آپ کا لقب "ہارون" تھا اور آپ حضرت
محبوب الہیٰ کی شرف خواہرزادگی سے مشرف تھے۔)

حضرت خواجہ تقی الدین نوح رح

آپ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہیٰ رح کے مرید وخلیفہ
اور خواجہ رفیع الدین ہارون رح کے حقیقی بھائی تھے۔ حضرت
محبوب الہیٰ آپ سے بے حد شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے۔
آپ بچپن ہی میں بزرگانہ خصائل رکھتے تھے اور بڑے عابد و
زاہد اور متقی تھے۔ آپ نے چھوٹی سی عمر میں ہی قرآن شریف
حفظ کر لیا تھا۔ اور علوم دینی کی تکمیل فرمائی تھی۔ آپ عبادت و

ریاضت اور تحصیل علم میں اس قدر کوشش فرماتے تھے۔ کہ اسکا اثر آپ کی صحت پر بہت مضر ہوا۔ آپ کو دق ہو گئی، اور آپ اسی بیماری میں آغازِ جوانی کے اندر انتقال کر گئے۔ "حضرت محبوب الٰہیؒ کو آپ کی وفات کا اس قدر رنج ہوا کہ آپ چھ مہینہ بالکل مسکرائے نہیں!" آپ کی وفات ۷۱۱ھ میں ہوئی اور مزار مبارک روضہ حضرتِ محبوب الٰہیؒ کے قریب چبوترہ یاران پر واقع ہے۔

حضرت خواجہ محمد امام قدس سرہٗ

آپ حضرتِ بابا فرید گنجشکرؒ کے نواسہ اور حضرت مولانا بدر الدین اسحاق کے فرزند تھے۔ ارادت و خلافت اور فیض کثیر حضرت محبوب الٰہیؒ سے حاصل کیا تھا۔ اپنے زمانے کے بڑے ولی کامل بزرگ اور زاہد و متقی تھے، علم موسیقی میں کمال حاصل تھا۔ حافظ قرآن پاک اور بڑے عالم فاضل تھے۔ آپ نے حضرت محبوب الٰہیؒ کے ملفوظات بھی جمع کئے تھے۔ اور "انوار المجالس" نام رکھا تھا۔ آپ حضرت محبوب پاکؒ کی امامت بھی کیا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کو خواجہ "محمد امام" کہتے ہیں۔

جب آپ کے والد حضرت مولانا بدر الدین اسحاقؒ کا انتقال

ہوا۔ تو حضرت محبوب الٰہیؒ نے آپکو اور آپکے چھوٹے بھائی اور والدہ ماجدہ کو پاک پٹن شریف سے دہلی میں بلوا لیا اور آپ نے ان دونوں صاحبزادوں کی جو حضرت بابا صاحبؒ کے نواسے تھے خود ہی پرورش فرمائی اور تعلیم و تربیت دے کر اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔

حضرت محبوب الٰہیؒ آپ کو اپنی محفل میں سب سے اوپر جگہ دیتے تھے۔ اور آپ پر بہت شفقت و محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۷۴۳ھ میں ہوئی۔ اور مزار مبارک درگاہِ حضرت محبوب الٰہی میں "چبوترہ یاران" پر واقع ہے۔

نوٹ:۔ آپ کی اولاد فریق نبیرہ گان کہلاتی ہے۔ کیونکہ آپ حضرت بابا صاحبؒ کے نواسے تھے۔)

حضرت خواجہ موسیٰ قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ محمد امام صاحبؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ارادت و خلافت حضرت محبوب الٰہیؒ سے حاصل کی تھی۔ بڑے عالم فاضل اور ولی کامل بزرگ تھے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ آپ پر بھی بہت شفقت عنایت فرماتے تھے۔ آپ کی وفات ۷۳۵ھ میں ہوئی۔ اور

مزار شریف درگاہ حضرت محبوب الٰہیؒ میں چبوترہ یاران پر اپنے بھائی خواجہ محمد امامؒ صاحب کے قریب ہے۔

حضرت قاضی محی الدین کاشانیؒ

آپ حضرت محبوب الٰہیؒ کے مرید و خلیفہ اور بڑے ولی کامل بزرگ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد "کاشان" کے بادشاہ تھے۔ جب چنگیز خاں کے ہاتھوں اور دوسرے ملکوں کی طرح "کاشان" کی بادشاہت و حکومت بھی تباہ و برباد ہو گئی، تو قاضی صاحب کے بزرگ ہجرت کر کے ہندوستان میں تشریف لے آئے۔ اور قضائت کے عہدے پر معمور رہے ہو گئے۔ اس کے بعد سلسلہ بہ سلسلہ حضرت قاضی محی الدین کاشانیؒ آپنے والد کی جگہ قاضی مقرر ہوئے۔ آپ بڑے عالم و فاضل اور عابد و متقی تھے۔ آپ سلطان علاؤ الدین خلجی بادشاہ کے عہد میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے مرید ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے عہدہ قضائت سے استعفا دیدیا اور دنیاوی تعلقات ترک کر دیئے مگر آپ کے اہل و عیال و متعلقین جو بڑے ناز و نعم سے رہتے تھے۔

وہ آپ کے ترک دنیا کے سبب فقر و فاقہ کی وجہ سے پریشان ہوئے۔ قاضی صاحب کا سوائے "قضائت" کے اور کوئی وسیلہ معاش

نہیں تھا۔ اور آپ توکل بخدا زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس لئے
آپ کے متعلقین کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوا۔ آخر یہ خبر آپ کے
کسی معتقد نے علاؤ الدین خلجی کو پہنچائی، تو بادشاہ نے "اودھ"
کی قضاءت جو آپ کا موروثی حق تھا آپ کو پیش کرنی چاہی
تو آپ مجبوراً اپنے پیر و مرشد حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت اقدس میں
میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ حضور! بغیر میری درخواست
کے بادشاہ نے دوبارہ قضاءت پیش کی ہے اب آپکا کیا حکم
ہے! حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا کہ ضرور تمہارے دل میں
اس کا خیال آیا ہے۔ جب ہی تو یہ بات ظہور میں آئی ہے! اس
کے بعد حضرت نے اپنا خلافت نامہ قاضی صاحب سے لے لیا
اور ایک گوشہ میں رکھدیا۔ اس بات سے قاضی صاحب کو بحد
صدمہ ہوا۔ اور آپ سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ آخر ایک
سال کے بعد حضرت محبوب الٰہیؒ پھر بدستور مہربان ہو گئے۔
اور آپ کو تجدید بیعت و خلافت سے بھی مشرف فرمایا۔ اسکے
بعد قاضی صاحب نے تمام عمر فقر و فاقہ اور عبادت و ریاضت
میں بسر فرمائی۔ جب حضرت قاضی صاحب کا آخری وقت قریب
ہوا۔ تو حضرت محبوب الٰہی آپکے پاس مکان پر تشریف لے گئے۔
اور قاضی صاحبؒ نے اپنے پیر و مرشد کی زیارت کر کے حضرت
کے سامنے ہی رحلت فرمائی۔ آپ کو حضرت سے بیحد عقیدت و

محبت تھی۔ اور حضرت بھی آپ پر شفقت و عنایت فرماتے تھے) آپ کی وفات ۷۱۹ھ میں ہوئی اور مزار مبارک موضع چراغ دہلی کے قریب قلعہ علائی کی فصیل کے پاس واقع ہے۔

نوٹ:۔ (آپ کی اولاد فریق "قاضی زادگان" کہلاتی ہے۔ کیونکہ آپ کے آباؤ اجداد اور آپ عہدہ قضایت پر معمور تھے

"تشریح حقوق آستانہ"

نوٹ:۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے جو "وزیفہ" اپنے جانثار خلفا و اقارب اور خدام خاص کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ اسی طرح حضرت کی وفات کے بعد بھی آستانہ شریف کی آمدنی (نذر و نیاز) وغیرہ میں سے ہر بزرگ کے حقوق مقرر ہوئے۔ جو آج تک اونکی اولاد کو ملتے ہیں۔ اس کی تشریح حسب ذیل ہے

سب کو معلوم ہے اور معتبر تذکروں میں درج ہے۔ کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کا لنگر خانہ بڑا وسیع اور عظیم الشان تھا۔ ہزاروں آدمی روزانہ پرورش پاتے تھے۔ اور بیشمار غربا و مساکین کا بھلا ہوتا تھا۔ حضرت کے لنگر خانہ شریف میں بہتر من نمک روزانہ خرچ ہوتا تھا۔ بیشمار فتوحات اور نذریں حضرت کی خانقاہ میں آتی تھیں۔ اور یہ سب نذر و نیاز اور فتوحات حضرت خواجہ اقبال خادم خاص و مہتمم

لنگر خانہ محبوبی" کے پاس جمع رہتی تھیں۔ اور حضرت محبوب الٰہیؒ اُسے مطلق ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے۔ حضرت کے فرمان کے موافق وہ سب لنگر خانہ محبوبی میں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن داروغہ لنگر خانہ کے ذریعے خرچ ہوتی تھیں۔ اور اس میں سے کچھ پیسے حضرت نے اپنے اقارب و خلفا۔ اور خدام خاص کے بھی مقرر کئے تھے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) ایک آنہ روز خواجہ اقبالؒ خادم خاص کیلئے مقرر فرمایا تھا۔

(۲) ایک آنہ روز خواجہ عبدالرحمٰن خادم خاص کیلئے مقرر کیا تھا۔

(۳) اپنے عزیز و اقارب یعنی اپنی ہمشیرہ حضرت بی بی جنتؒ کی اولاد میں سے خواہر زادہ حقیقی خواجہ ابا بکر چشتیؒ کے (مع خواجہ عمر چشتی برادر خرد خواجہ ابا بکرؒ) چار آنے مقرر فرمائے۔

(۴) حضرت خواجہ رفیع الدین ہارون پسر خواہر زادہ حقیقی کے لئے چار آنے مقرر فرمائے۔

(۵) نبیرہ حضرت بابا صاحبؒ خواجہ محمد امام صاحب کے لئے دو آنہ مقرر فرمائے۔

(۶) اپنے پیر بھائی حضرت سید محمد کرمانی صاحبؒ کے لئے دو آنے مقرر فرمائے۔

(۷) اپنے مرید و خلیفہ حضرت قاضی محی الدین کاشانیؒ کے لئے دو آنے مقرر فرمائے۔

یہ ہفت بزرگان جن کے لئے خانقاہ محبوبی سے روزینہ مقرر ہوا حضرت محبوب الٰہیؒ کے بڑے جاں نثار تھے اور ہر وقت حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے تھے۔ اس لئے حضرت نے ازراہِ شفقت انکا مجموعی طور سے ایک روپیہ روز جس کی اوپر تشریح درج کی گئی ہے۔ مقرر کیا تھا جب حضرت کی وفات ہوئی۔ تو حضرت کی درگاہِ معلٰے کی آمدنی سے ان بزرگوں اور ان کی اولاد کو حسب حقوق حصہ ملتا رہا۔ چنانچہ اب بھی یہی قاعدہ ہے اور آستانہ کی اخراجات کے بعد جو کچھ بچتا ہے۔ وہ اسی طرح تقسیم کیا جاتا ہے۔

ان مقرر حقوق میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ نیز واضح ہو کہ ان مقرر حقوق میں ترکہ ورثہ نہیں ہے۔ اور ایک فریق کی رقم دوسرا فریق نہیں لے سکتا۔ کیونکہ درگاہ کی آمدنی میں ترکہ ورثہ نہیں ہے یہ تو محض آستانہ محبوبیؒ کی خدمت کا حق ہے۔ مندرجہ بالا بزرگان میں سے ہر بزرگ کی اولاد ایک علیحدہ فریق کہلاتی ہے اور اپنے نسبی ناموں سے منسوب ہے) اگر درگاہ کی آمدنی میں ترکہ ورثہ ہوتا تو آستانے کی ساری آمدنی کے حقدار اور شرعی وارث حضرت محبوب الٰہی کی ہمشیرہ حضرت بی بی جنت کی اولاد ہوتی۔ اور کسی دوسرے کو شرعاً و قانوناً حصہ لینے کا کوئی حق نہیں ہوتا، کیونکہ ورثہ کی حقدار اولاد یا آل ہی ہو سکتی ہے

مگر حضرت محبوب الٰہی نے خود ہی ترکہ ورثہ نہیں رکھا۔ اسی وجہ سے اب بھی ترکہ ورثہ نہیں ہے حضرت خود بھی گاؤں جاگیر اور مال و دولت نہیں لیتے تھے۔ اور نہ آپ نے اپنے متعلقین و ورثا کے لئے کچھ چھوڑا۔ ہمیشہ سے اس آستانے میں کوئی گاؤں یا جاگیر کسی بادشاہ یا امیر کی طرف سے مقرر نہیں ہوئی۔ اور نہ اب ہے۔ یہ آستانہ ہمیشہ سے متوکل ہے۔ اور کوئی وقف وغیرہ بھی نہیں ہے۔ آستانہ شریف میں جو کچھ نذر و نیاز آتی ہے۔ اسی میں سے آستانہ کے اخراجات ہوتے ہیں۔ اور بقایا رقم حسب "قاعدہ قدیم" تقسیم ہو جاتی ہے۔ معتبر کتب قدیمہ سے روایت ہے کہ جب حضرت محبوب الٰہیؒ کے وصال کا وقت قریب ہوا۔ تو سب بزرگوں نے حضرت کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ کہ حضرت کے بعد آستانے کے انتظام کے واسطے کسے سجادہ مقرر کیا جائے ؟ تو حضرت نے فرمایا۔ کہ میری خانقاہ کے لئے سجادگی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور "سجادہ" وہ شخص ہو سکتا ہے جو آستانے کی آمدنی سے ایک پیسہ بھی نہ لے اور آمدنی سے تائب ہو جائے۔ توکل پر اپنی زندگی بسر کرے"۔

چنانچہ حضرت کے فرمان کے موافق آستانہ محبوبی" میں ہمیشہ سے کوئی سجادہ مقرر نہیں ہے۔ نیز درگاہ میں کوئی جاگیر بھی نہیں ہے۔ جاگیر نہ ہونیکی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت نے

اپنی حیات میں خود کوئی جاگیر منظور نہ فرمائی۔ اور جو کوئی شخص جاگیر پیش کرتا بھی۔ تو حضرت کو بہت ناگوار خاطر گذرتا تھا۔ اور آپ فرماتے تھے۔ کہ فقیر کو جاگیر سے کیا نسبت! فقیر کے پاس سوائے اللہ کا اور کچھ نہ ہونا چاہیئے (حضرت کے بزرگ خواجگان چشت بھی جاگیر و دولت سے پرہیز کرتے تھے اور بادشاہوں و امیروں کی صحبت سے اجتناب کرتے تھے۔)

حضرت محبوب الٰہیؒ سے بھی اکثر بادشاہان وقت نے ملنا چاہا مگر آپ نے ہرگز قبول نہیں فرمایا۔ اور اکثر بادشاہوں نے حضرت کو جاگیر کے فرمان پیش کرنے چاہے۔ اور عرض کیا کہ اگر آپ خود نہیں لیتے تو اپنے مرید اور خانقاہ کے متوسلین کیواسطے ہی کچھ قبول فرما لیجیے! حضرت نے فرمایا کہ میری خانقاہ اور مریدوں کے لیئے جاگیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ فقیر کو ہمیشہ متوکل علی اللہ رہنا چاہیئے۔ نیز میرے متوسلین میں سے جو کوئی بھی میرے مزار پہ پڑا رہیگا خدا کے فضل سے ننگا بھوکا نہیں رہیگا۔ اور اگر مخلوق ان کی خدمت نہیں کریگی تو انہیں میرے مزار سے ملیگا!

آجکل مندرجہ بالا ہفت بزرگان قدیم میں سے صرف تین بزرگوں کی اولاد (پوتے) وغیرہ باقی ہیں اور چوتھے بزرگ کی اولاد نرینہ نہیں ہے صرف (نواسے) آل باقی ہے۔

(۱) نبیرہ بابا فرید گنجشکرؒ حضرت خواجہ محمد صاحبؒ کی اولاد

جو فریق نبیرگان کہلاتی ہے۔

(۲) حضرت قاضی محی الدین کاشانیؒ کی اولاد جو فریق قاضی زادگان کہلاتی ہے۔

(۳) حضرت خواجہ ابابکر حسینیؒ خواہرزادہ حقیقی حضرت محبوب الٰہیؒ کی اولاد جو فریق "خواہرزادگان" کہلاتی ہے۔

(۴) حضرت خواجہ رفیع الدین ہارونؒ پسر خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہیؒ جنکی اولاد "ہارونی" کہلاتی ہے۔ مگر اب صرف حضرت موصوف کے (نواسے) آل باقی ہے۔

لہذا اب درگاہ شریف کی آمدنی حسب الحقوق موجودہ فریقوں میں اخراجات آستانہ نکل لینے کے بعد تقسیم ہوتی ہے۔ درگاہ کی آمدنی کا حصہ "حیاتی" ہے یعنی جو پیدا ہوتا ہے اس کا حصہ قائم ہوجاتا ہے اور جو مرجاتا ہے اس کا حصہ ایک سال تک اس کی نیاز و فاتحہ کے لئے دیا جاتا ہے۔ اور ایک سال کے بعد بند ہوجاتا ہے۔

مندرجہ بالا بزرگان چہار اجداد کے نام سے موسوم ہیں کیونکہ آجکل آستانہ شریف کے متوسلین میں انہی چار بزرگان کی آل و اولاد شامل ہے۔ اور چونکہ چاروں مذکورہ خاندانوں میں ایک عرصہ سے باہم رشتے داری ہے۔ اور آپس میں شادی بیاہ ہوتے رہتے ہیں۔ اسلئے اب مذکورہ چاروں خاندان کے افراد اپنے آپ کو حضرت محبوب الٰہیؒ کا خواہرزادہ کہتے ہیں۔ درگاہ شریف میں حضرت کے

فرمان کے موافق کوئی سجادہ نشین نہیں اور نہ آیندہ ہو سکتا ہے۔ درگاہ کے تمام انتظامات متوسلین آستانہ کی جمہوری کمیٹی (پنچایت) سرانجام دیتی ہے۔

نوٹ:۔ یہ قواعد میرے والد حضرت پیر سید شمس الدین نظامی صاحب نے تحریر کرائے ہیں (یہ قواعد قدیمی کی نقل ہے جس پر اب تک عمل در آمد ہوتا ہے) تاکہ نا آشنا لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے اور آیندہ متوسلین آستانہ کی نسلوں کو کسی قسم کی دشوار نہو۔ (نوشتہ رکن الدین نظامی)

حالات عرس، فاتحہ اور ختم آستانہ شریف

دیڑھی سترھویں) سالانہ عرس: حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کا سالانہ عرس ماہ ربیع الثانی کی سترہ، اٹھارہ، انیس تاریخ کو ہوتا ہے۔ دور دراز اور گرد نواح سے ہزاروں زائرین آتے ہیں۔ نماز کے اوقات کے علاوہ دن رات قوالی ہوتی ہے اور لنگر کا خاص انتظام ہوتا ہے۔ سترہ تاریخ کی شام کو دس بجے یعنی اٹھارویں شب کو آستانہ شریف میں فاتحہ ہوتی ہے۔ اور اٹھارہ تاریخ کو دن کیوقت گیارہ بجے نیاز و فاتحہ ہوتی ہے۔ پھر انیس تاریخ کو دن کے دس بجے آخری ختم خاص ہوتا ہے۔ اور زائرین رخصت ہوتے ہیں۔

(سالانہ عرس) چھوٹی سترھویں شریف:- ماہِ شوال کی سترہ، اٹھارہ اور انیس تاریخ کو حضرت محبوب الٰہی کے محبوب ترین مرید و خلیفہ حضرت امیر خسروؒ ملک الشعرا طوطیٔ ہند کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اور تمام انتظامات و فاتحہ و ختم وغیرہ سب بڑی سترھویں کے موافق ہوتے ہیں۔ دور دراز سے اور گرد و نواح دہلی سے بیشمار زائرین آتے ہیں اور قوالی بھی ہوتی ہے۔

ماہانہ ختم:- ہر مہینے کی ۱۸ تاریخ کو دن کے دس بجے حضرت محبوب الٰہیؒ کی ماہانہ فاتحہ اور نیاز ہوتی ہے۔ درگاہ کے متوسلین و عقیدت مند درویش اور مشائخ شریک ہوتے ہیں۔

جمعرات و نوچندی جمعرات:- ہر جمعرات کو باشندگان دہلی اور گرد و نواح سے بکثرت لوگ آتے ہیں۔ میلہ سا لگ جاتا ہے۔ اور شام کے وقت عصر مغرب کے درمیان قوالی بھی ہوتی ہے۔ نوچندی جمعرات کو مجمع بہت زیادہ ہوتا ہے۔

(چہار شنبہ و آخری چہار شنبہ) چہار شنبہ یعنے بدھ کا دن حضرت محبوب الٰہی کی پیدائش اور وفات کا دن ہے۔ اس لئے درگاہ شریف میں حاضری کے لئے بہت مقبول ہے۔ اکثر عقیدت مند اسی روز حاضری دیتے ہیں اور مزار شریف کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

ہر سال ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ یعنی بدھ کی شب کو

تین بجے حضرت محبوب الٰہیؒ کے مزار شریف کو گلاب اور کیوڑہ سے غسل دیا جاتا ہے۔ یہ پانی عقیدت مند بیماروں کو پلاتے ہیں تو خدائے تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت کی برکت سے صحت حاصل ہوتی ہے۔ نیز تبرک کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔

پھر بدھ کی صبح کو دن کے دس بجے خاص ختم ہوتا ہے۔ اور حضرت کی فاتحہ و نیاز ہوتی ہے کیونکہ یہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی تاریخ پیدائش ہے اور اسی روز حضرت نے غسل صحت بھی فرمایا تھا۔

نوٹ:۔ یہ سب ختم اور فاتحہ و نیاز حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ شریف (متصل مقبرہ ہمایوں بادشاہ) میں بھی جو دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے۔ آستانہ شریف سے فارغ ہونے کے بعد کیے جاتے ہیں۔

درگاہ معلیٰ کی عمارات کے تاریخی حالات

نوٹ:۔ (یہ حصہ ناآشنا زائرین کی معلومات کیلئے لکھا جاتا ہے!)

داخلہ:۔ آستانہ مقدسہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں داخل ہونیکے لئے کئی دروازہ ہیں، لیکن خصوصاً دو مشہور ہیں۔ ایک دروازہ بستی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی طرف ہے۔ اور دوسرا شمال کیجانب لبِ سڑک واقع ہے۔ اس دروازہ کے سامنے موٹر، لاریاں اور تانگے وغیرہ ٹھیرتے ہیں، زیادہ آمد و رفت اسی دروازہ سے ہوتی ہے اور جوتے بھی یہیں اتارے جاتے ہیں۔ یہ دروازہ چونے کا نہایت پختہ بنا ہوا ہے اور اس کے اوپر یہ مصرع سنگ مرمر کے کتبے پر نہایت خوشخط کندہ

ہے۔ "شاہا بخچہ عجب گر بہ نوازند گدرا" اس دروازہ میں داخل ہوتے ہی پتھر کا فرش شروع ہو جاتا ہے، اور یہی چشمۂ "دلکشا" باؤلی کا کنارہ بھی ہے۔ تھوڑی دور تک گے سے باؤلی کی سیڑھیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ باؤلی حضرت نظام الدین اولیاؒ نے ۷۲۱ھ میں تعمیر فرمائی تھی۔ یہ سنگ خارا کی نہایت خوشنما اور کشادہ بنی ہوئی ہے۔ بیچ میں پختہ کنواں ہے اور وہاں تک سیڑھیاں بھی چلی گئی ہیں۔ یہ ہمیشہ پانی سے لبریز رہتی ہے۔ آجکل اس میں تقریباً ۲۰ گز پانی ہے۔ اس کا پانی نہایت صاف ہے اور گندھک کا مرکب ہے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے اپنی کرامت سے اس باؤلی کا پانی بجائے تیل کے جلایا تھا۔ اور اس کے پانی کو حضرت کی دعا بھی ہے۔ جو بیمار اس میں نہاتے ہیں، خدا کے فضل اور حضرت کی برکت سے تندرست ہو جاتے ہیں۔ جلدی بیماریوں کے لئے اس کا پانی بہت مفید ہے۔ لوگ اس میں نہاتے ہیں۔ وضو کرتے ہیں اور بطور تبرک استعمال بھی کرتے ہیں۔ اس باؤلی کے قریب کی دیواروں اور برجوں پر سے لڑکے کودتے ہیں۔ بڑا دلچسپ منظر ہوتا ہے۔ انگریز لوگ اسے (جمپنگ) بھی کہتے ہیں۔

باؤلی کے مغرب میں فیروزشاہ کے عہد کی نیلی چینی کی مسجد ہے۔ اور ایک خوشنما سنگ مرمر کا مقبرہ بھی ہے جسمیں محمد شاہ بادشاہ کی ایک حرم دیکھیں "کوکلا بائی" کی قبر ہے۔ اور اس پر اسمائے الٰہیؒ نہایت خوشخط کندہ ہیں! باؤلی کی چند سیڑھیاں اترنے کے بعد ایک تنگ راستہ ہے۔ اور آگے جاکر ایک پختہ چھتہ ہے۔ اس کے بعد تھوڑی دور جاکر ایک چھوٹا سا دروازہ

ہے۔ اس کو مالن دروازہ یا باب "گلفروش" کہتے ہیں۔ اس کی پیشانی پر یہ مصرع کندہ ہے :- "کرم کردی الٰہی زندہ باشی" (خسروؒ) اس دروازہ میں داخل ہونے کے بعد مشرق کی طرف سنگ مرمر کا ایک پتھر کا پیالہ ہے جسے "شربت خانہ" کہتے ہیں۔ جن لوگوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں وہ اسے دودھ، شربت اور حلوے وغیرہ سے بھر کر متعلقین آستانہ اور درویشوں کو تقسیم کردیتے ہیں۔ مالن دروازہ کے سامنے حضرت کا آستانہ شریف ہے۔ تمام آستانے میں سنگ مرمر کا فرش ہے۔ "روضہ شریف حضرت محبوب الٰہیؒ" :- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کا روضہ شریف مسجد خلجی کے سامنے واقع ہے اور نہایت عالیشان اور خوشنما بنا ہوا ہے روضہ شریف کی عمارت مختلف بادشاہوں اور امیروں کی بنائی ہوئی ہے۔ روضہ شریف کے اردگرد سنگ مرمر کی نہایت خوشنما بیس دری ہے جس کے در و دیوار اور چھت میں سنہری کام کیا ہوا ہے۔ بیچ میں حضرت کا روضۂ مبارک ہے۔ اردگرد سنگ مرمر کی جالیاں ہیں اور مزار شریف کے اردگرد بھی سنگ مرمر کا نہایت نفیس کٹہرا لگا ہوا ہے۔ مزار مبارک کے اوپر صندل کی لکڑی کا داؤنی نما چھپرکھٹ ہے۔ جس کے اوپر سیپ کے اشعار اور نقش و نگار کندہ ہیں۔ روضہ شریف کے اوپر اکبر بادشاہ کا تعمیر کردہ نہایت خوشنما اور عالیشان سنگ مرمر کا گنبد ہے جس میں سنگ موسیٰ کی دھاریاں پڑی ہوئی ہیں گنبد کے اندرونی رخ پر سنہری کام کیا ہوا ہے۔ بیس دری کے اوپر

بہت سی چھوٹی برجیاں ہیں جن کے اوپر سنہری کلسیاں لگی ہوئی ہیں۔ اور گنبد کے اوپر بھی سنہری کلس لگا ہوا ہے۔ روضہ شریف کے اندر بعض بادشاہوں کے کتبے بھی لگے ہوئے ہیں جن میں سے سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی رحمہ کا یہ کتبہ جو اردو زبان میں ہے بہت موثر ہے،

یا عزیز

جو ہووے خادم نظام الدینؒ کا دل سے اے غریب،
اس کے تئیں ہوتا ہے تاج خسروی جگ میں نصیب
خادمی کی تھی عزیز الدین نے باالصدق و یقین،
تاج شاہی ہند کا مجھکو دیا ہے عنقریب،
مرض دل افگار میرے کا وہ صحت بخش ہے
بے غذا و بے دوا و بے طبیب ....
بس پریشاں حال ہے مخلوق یہ محبوب حق،
فضل کر تقصیرواروں پر تم ہو حق کے حبیب

مسجد خلجی :- روضہ شریف کے مغرب میں قریب ہی یہ مسجد واقع ہے سلطان علاؤ الدین خلجی بادشاہ نے حضرت محبوب الٰہیؒ کی زندگی ہی میں بنوائی تھی۔ سر تا پا سنگ سرخ کی ہے۔ اس کے تین حصے ہیں پہلے کے دو حصے خلجی بادشاہ کے بیٹے اور حضرت کے مرید شہزادے خضر خاںؒ نے بنوائے تھے۔ اس مسجد کے در و دیوار اور محرابوں پر "قرآن شریف" کندہ ہے۔ یہ مسجد بڑی عالیشان اور خوشنما ہے

ہوئی ہے۔ پہلے سنگ سرخ کا فرش اور ممبر تھا مگر ابھی حال میں سنگ مرمر وسنگ موسیٰ کا فرش اور ممبر بنا دیا گیا۔ مسجد کے تین گنبد ہیں۔ اور بیچ کے بڑے گنبد میں ایک کٹورا لٹکا ہوا ہے۔ جو سونے کا کٹورا مشہور ہے۔ اس میں ڈاکوؤں نے گولیاں بھی ماری تھیں جن کے نشان نظر آتے ہیں۔ اسی مسجد کی دیوار پر حضرت محبوب الٰہیؒ کی یہ تاریخ وفات کندہ ہیں۔

نظامِ دو گیتی شہ ما و طین　　سراج دو عالم شدہ بالیقین
جو تاریخ فوتش بجستم زغیب　　ندا داد ہاتف شہنشاہ دین"

(۷۲۵ھ)

روضہ حضرت امیر خسروؒ :۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کے روضہ شریف کے سامنے سنگ سرخ کے جالیدار احاطے کے اندر خلیفہ حضرت محبوب الٰہیؒ سلطان الشعراء حضرت امیر خسروؒ طوطی ہند کا روضہ مبارک ہے۔ سامنے سنگ سرخ کا جالیدار دالان ہے۔ اس میں حضرت امیر صاحب کے بھانجہ اور حضرت محبوب الٰہی کے مرید و خلیفہ حضرت شمس الدین ماہرؒ کا مزار شریف ہے۔ حضرت امیر صاحب کے مزار شریف کے اوپر نہایت خوشنما سنگ مرمر کا کارادنی نما گنبد ہے۔ جو نواب عماد الدین طاہر سبزواری کا تعمیر کردہ ہے۔ اردگرد سنگ مرمر کا کٹہرا اور جالیاں ہیں اور سرہانے بابر بادشاہ کے زمانے کی خواجہ مہدی کی لگائی ہوئی سنگ مرمر کی لوح نصب ہے۔ جس کے اوپر حضرت امیر

صاحب کی تاریخ وفات اور مدحیہ اشعار کندہ ہیں۔
مزار حضرت خواجہ آبا بکر چشتیؒ:۔ حضرت امیر خسروؒ کے روضہ شریف کے مشرق میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے خلیفہ اور خواہرزادہ حقیقی حضرت خواجہ ابابکر چشتی مصلےٰ بردار کا مزار مبارک ہے۔ اس کے قریب آپ کے صاحبزادے خواجہ عزیز الدینؒ اور حضرت کے پسر خواہرزادہ حقیقی حضرت خواجہ رفیع الدین ہارونؒ کے مزارات ہیں، اور حضرت امیر صاحب کے روضہ شریف کے قریب ہی خادم حضرت محبوب الٰہیؒ و مہتمم لنگر خانہ محبوبی حضرت خواجہ اقبال صاحب کا مزار شریف ہے
مقبرہ جہاں آرا بیگم:۔ حضرت محبوب الٰہی کے روضہ شریف کے سامنے مسجد خلجی کے قریب سنگ مرمر کا ایک نہایت خوشنما جالیدار مقبرہ ہے۔ اس میں شہزادی جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں بادشاہ کی قبر ہے۔ جو بڑی عالم فاضل اور مشہور شاعرہ تھی "خاندان چشت" میں مرید تھی۔ اس نے تمام عمر سادی فقیرانہ زندگی بسر کی تھی، اور یہ وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر پر گھاس لگائی جائے جیسے فقیروں اور غریبوں کی قبروں پر ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے قبر کے سرہانے سنگ مرمر کی ایک لوح نصب ہے۔ اور اس پر وصیت کے موافق یہ عبارت کندہ ہے:۔ "ھوالحی القیوم"

بغیر سبزہ نہ پوشد کسے مزارِ مرا۔

کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است

الفقیرۂ فانیہ جہاں آرا مرید خواجگان چشتؒ بنت شاہجہاں بادشاہ غازی انار اللہ برہانہٗ ۱۰۹۲ھ۔

مقبرہ محمد شاہ بادشاہ:۔ مقبرہ جہاں آرا بیگم کے قریب محمد شاہ بادشاہ دہلی کا مقبرہ ہے۔ جن کے زمانے میں نادر شاہ ایرانی نے دہلی پر حملہ کرکے قتل عام کیا تھا۔ اور تخت طاؤس ایران لے گیا تھا۔ یہ مقبرہ بھی سنگ مرمر کا نہایت خوشنما جالیدار ہے سنگ مرمر کے نفیس و نازک کیواڑ بھی لگے ہوئے ہیں۔ اس میں محمد شاہ بادشاہ اور ان کے خاندان کی قبریں ہیں۔

مقبرہ مرزا جہانگیر و بابر:۔ محمد شاہ کے مقبرہ کے سامنے سنگ مرمر کا ایک اور مقبرہ ہے اس میں اکبر شاہ ثانی کے بیٹے مرزا جہانگیر و بابر (آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفرؒ کے بھائی) کی قبریں ہیں۔ ارد گرد سنگ مرمر کی نفیس و نازک جالیاں ہیں اور خوشنما کیواڑ بھی ہیں۔

لنگر خانہ:۔ درگاہ کے احاطے کے باہر ایک پختہ عمارت ہے پہلے یہ لنگر خانہ تھا اور اب مسافر خانہ ہے۔

چونسٹھ کھمبہ:۔ درگاہ کے احاطے کے باہر مشرق کی طرف سنگ مرمر کی ایک خوشنما اور عالیشان عمارت ہے اس میں چونسٹھ ستون ہیں۔ اس کے اندر اکبر بادشاہ کے دودھ بھائی مرزا عزیز کوکلتاش خان اور ان کے خاندان کی قبریں ہیں۔

شجرۂ مبارک خاندانِ عالیہ "چشتیہ نظامیہ"

(۱) الٰہی! بحرمتِ رحمۃ اللعالمین سرورِ کائنات امام الانبیاء نبی آخرالزماں حضرت محمدؐ الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) الٰہی! بحرمت امیرالمومنین مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ وجہٗ (۳) الٰہی! بحرمت خواجۂ خواجگانِ عالم حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۴) الٰہی! بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔ (۵) الٰہی! بحرمتِ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۶) الٰہی! بحرمتِ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ (۷) الٰہی! بحرمت حضرت خواجہ سدید الدین ابی حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) الٰہی! بحرمت حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۹) الٰہی! بحرمت حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۰) الٰہی! بحرمت خواجہ خواجگان چشت حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۱) الٰہی! بحرمت حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (۱۲) الٰہی! بحرمت حضرت خواجہ ابومحمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۳) الٰہی! بحرمت حضرت خواجہ ابویوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ (۱۴) الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۵)
الٰہی! بحرمت حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۶)
الٰہی! بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) الٰہی!
بحرمت حضرت خواجہ بزرگ نائب رسول اللہ فی الہند خواجہ معین الدین
چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۸) الٰہی بحرمتِ قطب الاقطاب حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۹) الٰہی! بحرمت حضرت
شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنجشکر اجودہنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ (۲۰) الٰہی!
بحرمت حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ (۲۱) الٰہی! کارِ دینی اور دنیوی بحرمت بزرگان دین سرانجام ہوں
اور دونوں جہان میں سرخروئی حاصل ہو!

تاریخی، تصوفی، اور روحانی کتابیں

مجموعہ ملفوظاتِ سلطان المشائخ عہ	تاریخ اولیائے صوفی دہلی عہ	سیرت المحبوب ۱۰ر	حیات غوث الاعظم ۸ر
حیات معین ۲ر	حیات اقطاب ۴ر	حیات فریدی ۵ر	حیات نظامی ۴ر
حیات شمس تبریز ۲ر	حیات بو علیشاہ قلندر ۲ر	حیات صابرہ ۲ر	حیات رابعہ بصری ۲ر
حیات روشن چراغ دہلی ۳ر	احوال خسرو ۱ر	تاریخ حیات دہلی ۵ر	حیات نظامی کلاں ۱ر